جلسہ کی مختصر رپورٹ ۳۱ دسمبر کے اخبار میں درج ہو چکی ہے۔ اس اخبار میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کی پہلی تقریر پوری درج کی جاتی ہے۔ اگلے اخبارات میں انشاء اللہ تعالیٰ باقی تقریریں اسی طرح مکمل درج کی جاویں گی اور ان تقریروں کو جلد احباب تک پہونچانے کے واسطے بعض پرچے انشاء اللہ ڈبل نکالے جاویں گے

ایڈیٹر کا دورہ ایام جلسہ میں بعض احباب نے رائے ظاہر کی ہے کہ اگر ایڈیٹر بدر ایک دورہ مختلف شہروں میں کرے تو علاوہ اس کے کہ اخبار کے واسطے مفید ہو بذریعہ وعظ عام طور پر سلسلہ کو فائدہ پہونچ سکتا ہے اور نیز انجمنوں کے رجسٹرات وغیرہ درست ہو سکتے ہیں۔ میں اس کے متعلق سردست پبلک سے آگاہی چاہتا ہوں۔

شکریہ ایام جلسہ میں خاص خدمتگزاری کے سبب بعض مہاجر و انصار بہت شکریہ کے لائق ہیں۔ شیخ یعقوب علی صاحب شیخ رحمت اللہ صاحب۔ ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب۔ شیخ ضیاء اللہ صاحب اور بعض دیگر احباب نے کھانا کھلانے کے انتظام میں بہت محنت اٹھائی۔ شیخ عبد الرحمن صاحب قادیانی اور حافظ عبد الرحیم صاحب نے مہمانوں کے مکانات کا انتظام نہایت خوش اسلوبی اور مستعدی سے کیا۔ ماسٹر فقیر اللہ صاحب نے روشنی کا انتظام بڑی عمدگی سے سرانجام دیا۔ ڈاکٹر محمد اسماعیل صاحب اور ماسٹر عبد العزیز صاحب اور قاضی عبد اللہ صاحب نے بٹالہ جا کر مہمانوں کا استقبال کیا اور ان کو مدد پہونچائی اور اس خدمت کے ثواب پر جلسہ میں شمولیت کے لطف کو بھی قربان کیا۔ اکبر شاہ خان صاحب نے ہندوستانی مہمانوں کو بالخصوص بہت امداد پہونچائی۔ ان تمام بزرگوں کے ساتھ مدرسہ کے طلباء نے بطور والنٹیرز کے نہایت شوق اور محبت کے ساتھ مہمانوں کی خدمتگزاری کی۔ ان میں سے بعض کے نام یہ ہیں غلام حسین۔ فخر دین۔ احمد بخش۔ عبید اللہ۔ غلام محی الدین عبد الرحمان۔ عبد الغفور بیگ۔ محمد شفیع۔

امتحان جلسہ کے ایام میں اس قدر فرصت نہیں ہو سکی کہ امتحان منعقد کئے جا سکتے۔ اس واسطے حضرت خلیفۃ المسیح نے قرار دیا ہے کہ امتحان دینے والے صاحبان اپنی اپنی جگہ امتحان دے سکتے ہیں جہاں کہیں امتحان دینے والے صاحبان طیار ہیں وہ اس جگہ کے معزز احمدی احباب کی نگرانی کے نیچے ان سوالات کے جواب تحریر کریں۔ جو یہاں سے روانہ کئے جاویں گے مگر پہلے معلوم ہونا چاہئے کہ کس قدر صاحبان اس امر کیواسطے طیار ہیں۔ درخواستیں بخدمت حضرت خلیفۃ المسیح براہ راست بھیجی جاویں۔

عید فنڈ عید فنڈ کے واسطے اور قربانی کی کھالوں کے متعلق جناب محاسب صاحب نے جو تحریک کی ہے وہ اسی اخبار میں دوسری جگہ درج ہے۔ امید ہے کہ احباب خاص کوشش کے ساتھ ان مدات میں کافی روپیہ بہم پہونچانے کے لئے سعی کریں گے جن مدات میں یہ روپیہ خرچ ہوتا ہے ان میں خاص ضرورت ہے۔

حکیم محمد عمر خان صاحب فیروزپوری اور جماعت زیرہ (فیروزپور) نے دس ریویو آف ریلیجنز اپنے خرچ جاری کرائے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے۔ امید ہے کہ دوسرے بھائی بھی ان کی تقلید کریں گے۔

اللہ فضل محمد ساکن ہرسیاں کی لڑکی کا نکاح میاں عطاء محمد نائب مدرس سوجان پور ٹیرہ سے دو سو مہر پر ہوا۔

دو روپیہ کا وی پی کیوں ہوا بعض دوستوں کے نام صرف عہ کا وی پی کیا گیا تھا۔ حالانکہ وہ پورے اخبار معہ ضمیمہ یعنی مبلغ للعہ سالانہ کے خریدار ہیں۔ یہ صرف سہولت کے واسطے ایسا کیا گیا ہے باقی عہ کا وی پی ماہ اپریل میں بہ ایماء وہ صاحب فرماویں گے کیا جاویگا۔

نوٹ۔ جن صاحبان نے کوئی اطلاع نہیں دی کہ وہ ضمیمہ لینا چاہتے ہیں یا نہیں۔ ان کو پورے اخبار معہ ضمیمہ کا خریدار سمجھا جاویگا۔

عید اضحیٰ عید اس جگہ ۳ جنوری ۱۹۰۹ء کو اتوار کے دن صبح دس بجے دن کے مشرقی طرف بڑ کے نیچے پڑھی گئی حضرت امیر علیہ السلام نے خطبہ پڑھا جو محفوظ ہے اور انشاء اللہ جلسہ کی تقریروں کے بعد درج اخبار کیا جاویگا۔ بلا سے خواجہ کمال الدین صاحب دوبارہ تشریف لائے اور بعض دوست جو جلسہ پر آئے تھے عید کی خاطر اسی جگہ ٹھہرے ہوئے تھے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر نہیں مرے چشمدید شہادت کے متعلق جو انگریزی کتاب امریکہ سے آئی ہے اور جلسہ میں احباب کو دکھائی گئی تھی اس اصل کتاب کو جو صاحب منگوانا چاہیں وہ مبلغ ہے فی کتاب بذریعہ منی آرڈر میرے پاس ارسال فرماویں کیونکہ امریکہ سے وی پی نہیں آتا۔ قیمت پہلے روانہ کی جاتی ہے۔ فروری کے پہلے ہفتہ میں انشاء اللہ تعالیٰ منگوائی جاویگی۔

مدرسہ عربیہ کمیٹی جناب سکرٹری صاحب استفسار کرتے ہیں کہ اہل الرائے اس مدرسہ کو کس صورت میں قائم کرنا چاہتے ہیں سکرٹری صاحب کی مفصل

(بدر پریس قادیان میں میاں معراج الدین عمر پروپرائٹر و پرنٹر پبلشر کے حکم سے باہتمام مفتی محمد صادق مینیجر مطبع و اخبار چھاپکر شائع کیا)

(کتبہ محمد حسین)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علےٰ رسولہ الکریم

حضرت خلیفۃ المسیح کی پہلی تقریر

(۲۶ - دسمبر ۱۹۰۸ء بعد نماز ظہر)

کلمہ پاک

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

میری ماں قرآن خوب جانتی تھی۔ حمل کے اندر ہی قرآن ہی کی آواز مجھے پہونچی

نیک عورتوں کو بیاہنے کی کوشش کرو

حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگ نکاح کے لئے خوبصورتی ۔ مال اور اعلیٰ حسب نسب ڈھونڈتے ہیں۔ مگر علیک بذات الدین یعنی تم دیندار عورت کو تلاش کرو۔ مالدار کی تلاش ہی بعض وقت بہت مفید ہوتی ہے مگر پھر بھی جو دیندار ماں سے بچہ کو فائدے پہونچ سکتے ہیں وہ ہرگز کسی دوسرے سے نہیں پہونچ سکتے۔ ہم نے تو اپنی ماں سے بہت فائدہ اٹھایا۔ قرآن کا سبق ہم نے اس کے زیر سایہ پڑھا گویا لاالہ الااللہ کا پہلا سبق ہے۔ پھر اپنا ہمیں دودھ چھوڑانا یاد ہے جب کہ میری ماں نے پستان کے اوپر بال لگائے۔ اور میں نے اپنے بھائی سے کہا تھا یہ ہوا ہے اسے مٹادو۔ میری بھاوج مولوی بگہ والے کے خاندان سے تھی اون کی گود میں ہی ہم نے انت الہادی انت الحق لیس الہادی الاھو۔ کو سنا۔ پھر جب میں پڑھنے لگا۔ تو مجھے خوب یاد ہے کہ یاغستان سے ایک تاجر ہمارے ڈیرہ میں آیا۔ اس نے کوئی چیز پڑھتے وقت بڑے بھائی سے کہا کہ اسے قرآن شریف پڑھائیے اور مجھے ایک سورۃ اذا وقعت الواقعہ معہ ترجمہ دی۔

اس کہانی سے میرا مقصود یہ ہے کہ میں آپ کو بتادوں کہ مائیں کیسی چاہئیں اور بھاوجیں کیسی اور دوسرے رشتہ دار کیسے۔ پھر واعظوں میں سے ایک غلام محی الدین نام تھا اون کے وعظ کا ہمیں بہت شوق تھا۔ جب لا الہ الا اللہ۔ بہت عمدگی کے ساتھ میرے دل میں بیٹھ گیا۔ تو ایک کتاب مشارق الانوار ہم کو ملی۔ جسے میں نے نہایت محبت سے پڑھا اور اس سے میں نے بہت فائدہ اٹھایا۔ مجھے یوں ہی اردو سے بہت رغبت تھی اور شرک سے نفرت اس لئے وہ کتاب میرے ذوق کی تھی اس ملک میں چونکہ بہت طوفان آتے رہتے اور بڑے بڑے درخت تھے اور دیگر اس قسم کی چیزیں اس لئے ان عجائبات کی پرستش شروع ہوگئی۔ بحمد اللہ کہ ہم اپنی ماں اور دیگر محسنوں کی تعلیم کی وجہ سے اس شرک سے بچ گئے۔

پھر اس لا الہ الا اللہ کے وظیفے یا یوں کہئے کہ اس اعتقاد کے ذریعے ہمیں ایک اور سیڑھی عطا ہوئی جس کا نام

دُعا

ہے کیونکہ یہ خیال میرے دماغ میں جاگزیں ہوگیا۔ کہ جب خدا ہی تمام امور کا کارساز ہے تو کیوں نہ اس سے ہی دُعا کی جائے پھر ایک اور کتاب تقویۃ الایمان تیری کتاب زاد السلین نے میرے دل میں بہت ہی آبپاشی لا الہ الا اللہ کی۔ کی۔ پھر دعا کا جوش دن بدن بڑھتا گیا اور اور مجھے ایک مطلب پیش آیا۔ میں نے اپنے استاد سے پوچھا کہ اس کی کیا تدبیر کروں اس نے جواب دیا۔ افسوس میرے پاس اس مطلب کے حصول کے لئے کوئی عمل یاد نہیں۔ اس پر میرے مولیٰ نے میری رہنمائی کی اور میں نے کہا آؤ عقد ہمت سے کام لیں اور دعا کریں کیونکہ اگر انسان کامل یقین کے ساتھ پکارے تو وہ سنتا ہے اس لئے میرا مطلب عشاء کے وقت ہی حاصل ہوگیا۔ اس پر میرا استاد بجائے اس کے کہ اس سے کچھ دعا کے متعلق فائدہ حاصل کرتا۔ یہ گمان کرنے لگا کہ گویا میں کوئی عمل جانتا ہوں خیر مجھے اس مطلب کے حصول کے بعد یہ یقین ہوگیا۔ کہ لا الہ الا اللہ بڑی چیز ہے اور دعا و توجہ و عقد ہمت کام کی چیز ہو اس کے بعد یہ جوش پیدا ہوا۔ کہ خدا کو راضی کرلوں اور یہ رضا کا جوش یہاں تک ترقی کرگیا۔ کہ جب میں کسی گاؤں میں جاتا تو یہ دعا پڑھ لیتا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اَللّٰھُمَّ ربّ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا۔ اے اللہ رب

السموٰت السبع وما اظللن ورب الارضین السبع وما اقللن

ساتوں آسمانوں کے اور ایک چیز کے کہ جس پر وہ سایہ کرتے ہیں اور رب ساتوں زمینوں کے اور

ورب الشیاطین وما اضللن ورب الریاح وما ذرین فانا نسئلک

اور رب شیطانوں کے اور اون کے جنکو وہ بہکاتے ہیں اور رب ہواؤں کے اور اس چیز کے کہ جس کو وہ

خیر ھذہ القریۃ وخیر اھلھا ونعوذبک من شرھا وشر اھلھا

وہ بکھیرتے ہیں بیشک مانگتے ہیں ہم تجھ سے بھلائی اس بستی کی اور بھلائی اس کے رہنے والوں کی اور ہم تیری

وشر ما فیھا۔ اللھم بارک لنا فیھا (ثلثا) اللھم ارزقنا جناھا

پناہ چاہتے ہیں اس کی بدی سے اور اس کے رہنے والوں کی بدی سے اور اس چیز کی بدی سے جو اس میں ہے الٰہی برکت دے

وحببنا الی اھلھا وحبب صالحی اھلھا الینا

ہمارے واسطے اس بستی میں (تین بار کہے) اے اللہ نصیب کر ہم کو میوہ خوری اس کی اور محبت دے ہماری اس کے رہنے والوں کو اور محبت دے ہم کو اس کے نیک لوگوں کی۔

. . . .

. . . .

. . . .

یعنی اس شہر کی خیر سے متمتع کر اور بری باتوں سے بچالے نیز اس کے رہنے والوں میں سے کسی کو محبوب بنادوں۔ مگر اسے جو تیرا محبوب ہے۔ چنانچہ اب تک ایسا ہی ہوتا رہا۔ یہ ایک احسان ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور یہی ان کی رسالت کی صداقت کا میرے نزدیک ایک بھاری ثبوت ہے۔ میں نے یمن و حجاز میں بھی یہی دعائیں کی ہیں اس کا فائدہ یہ ہوا ہے۔ کہ بچپن میں جو میرے دوست ہیں وہ اب تک بھی مجھے ویسے ہی پیارے لگتے ہیں۔ حضرت موسیٰ نے بھی اسی قسم کی دعا کی تھی ربّ بما انزلت علی من خیر فقیر۔ اے میرے رب جو کچھ تو مجھ پر نازل کرے۔ میں اس کی احتیاج رکھتا ہوں۔ خیر میں جب یہاں تک پہنچا۔ (ساری کہانیاں کس طرح سناؤں) تو میرے دل میں منصوبہ پیدا ہوا۔ کہ جن بعض لوگوں سے سخت محبت تھی اون کو راضی کرنے کی کوشش کرتا تھا اور وہ لٹے ناراض ہوتے تھے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ میرے ایک دوست آئے۔ چائے کے عادی تھے۔ میں نے اون کے لئے چائے پکوانے کا انتظام کیا ایک مالی اتفاقیہ ہمارے گھر میں موجود تھی۔ جو کشمیر سے آئی ہوئی تھی۔ لیکن چائے تیار ہونے تک وہ دوست چلے گئے۔ کہ چاہ تو کتے کو بھی پلا دیتے ہیں۔ اور یہ مجھے چائے کا احسان جتاتا ہے اور کہتا پھرتا ہے کہ میں نے اس کے لئے چاہ پکوائی۔ اس کے ناراض ہونے سے

مجھ پر ایک نکتہ کھلا

کہ جب ایک انسان دوسرے انسان کی رضامندی کی راہ معلوم نہیں کرسکتا تو پھر انسان کے پیدا کرنے والے کی رضامندی کی راہ کیونکر دریافت ہوسکتی ہے۔ جب محاط کی راہ نہیں بجھی جاسکتی۔ تو محیط کی رضامندی کا علم کیونکر ہوسکتا ہے۔ میں اس دوست کو جواب تک ناراض ہے۔ قابل عزت سمجھتا ہوں کہ اس نے مجھے لا الہ الا اللہ کی طرف اپنی اس ناراضی سے توجہ کیا۔ اسی لئے میں اسے اپنا استاد کہا کرتا ہوں۔ خیر اس عجیب نکتہ نے مجھے حیران پریشان کردیا اور مشکلات میں ڈالدیا۔ تب میں نے دعائیں اور ترقی کی۔ کہ میں تجھے اے مولیٰ راضی کرنا چاہتا ہوں تو اپنی رضا کی راہ مجھے بتادے۔ پھر مجھے یہ فکر پڑی۔ کہ جب وہ رب العالمین ہے۔ تو مجھے اس کے راضی کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ پھر جواب مجھے سمجھایا گیا۔ کہ دمبدم حالت تبدیل ہوتی رہتی ہے۔ اور یہ جب یہ موجودہ حالت بدل جائے گی۔ تو یہ موجودہ سامان کام نہ دیگا۔ پس اے میرے مولیٰ مجھے وقتاً فوقتاً جو ضرورت ہو وہ دیدے۔ اپنے بچوں کو دیکھتا ہوں کہ ایک وقت وہ کسی چیز کو بڑے جوش سے مانگتے ہیں۔ مگر

جب لاکر دی جاتی ہے تو فوراً ایک اور خواہش پیدا ہوتی ہے اور پھر اس کے لئے ضد کرتے ہیں غرض انسان کو جدید حاجتیں پیش آتی رہتی ہیں۔ دیکھو ایک ماں بچہ کے لئے کس قدر مفید ہے۔ بچہ ہمیشہ اس کی گود میں رہنا پسند کرتا ہے۔ مگر جب بچہ بڑا ہو جاتا ہے۔ توریت میں لکھا ہے کہ آدمی اپنی بیوی کی خاطر ماں باپ سے الگ ہوگا۔ میرے نو بچے مر گئے ایک بیوی نے تو اس صدمے سے سخت تکلیف اٹھائی۔ اس سے پتہ لگا کہ

کوئی محبت کے قابل ہے تو وہ اللہ ہے۔

اس رضا کی خواہش نے تیسرا امر پیدا کیا۔

میں کتابوں کے مطالعہ کا بہت شائق ہوں ایک دفعہ ایک کتاب میں میں نے لکھا دیکھا۔ کہ فلاں مقام و موقعہ پر یہ دعا ملے گی۔ یہ پڑھ کر میرے خیال میں آیا کہ ایک دعا مانگ کر کیا کروں۔ ممکن ہے کہ کچھ دن بعد اس کی ضرورت نہ رہے یا صورت حالات بدل جانے سے وہی مطلب جو ایک وقت مفید معلوم ہوتا ہے دوسرے وقت مضر ثابت ہو جائے مثلاً کسی نے کہا کہ محبوب مل جاوے اب ممکن ہے اس کی شکل بھونڈی ہو جائے اور پھر اس کا ملنا دکھ کا موجب ہو جائے۔ آخر خدا ہی سے میں نے دعا کی کہ وہ مجھے ایسی دعا سکھاوے۔ جو ایک جامع دعا ہو پس یہ دعا میرے دل میں ڈالی گئی۔ کہ مضطر ہو کر جو کچھ مانگوں وہ مجھے دیدے اب اس دعا کے ذریعہ سے خدا نے مجھے قرآن کی محبت دی اور قرآن وہ کتاب ہے۔ جس میں تمام رضامندیوں کی راہیں موجود ہیں۔ خود قرآن شریف میں موجود ہے۔ اولم یکفہم انا انزلنا الیک الکتاب یتلی علیہم۔ حضرت عمر رض کی نسبت کوئی کہہ رہا تھا۔ کہ اس نے کیوں کہا حسبنا کتاب اللہ حالانکہ عمر کا یہ کہنا صحیح تھا کیونکہ وہ اس آیت کی بنا پر ہے پھر میں نے قرآن شریف سے جو فائدہ اٹھایا۔ یہ وجدانی بات ہے۔ خیر میں نے جو دعائیں کیں۔ پھر ان کی نسبت سوچا کہ ان پر نظر ثانی کروں۔ کہ وہ قرآن شریف کے خلاف تو نہیں۔ اللّٰھم انی اسئلک بانک انت اللہ لا الٰہ الا انت الاحد الصمد الذی لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفواً احد۔ یہ میری دعا کا ابتدائی مضمون ہوا کرتا ہے اس دعا میں جو لفظ صمد ہے اس سے مجھے یقین ہوا۔ کہ اللہ نے ہمیں محتاج پیدا کیا ہے۔ ہم کس کے محتاج ہیں اللہ کے نکتہ یہ سوچا۔ کہ جب میرے مولیٰ کا نام صمد ہے۔ اسماء الٰہی کا اثر تو انسان پر بھی ہوتا ہے۔ چنانچہ جس قدر اللہ کے نام ہیں۔ وہ بعض انسانوں کے بھی ہیں۔ مثلاً سمیع و بصیر اور رؤف اور رحیم کہ نبی کریم کا نام بھی ہے۔ غرض اس کے صفات کی جلوہ گری مخلوق میں بھی دکھائی دیتی ہے تعظیم لامر اللہ کی تعلیم۔ تو لا الٰہ الا اللہ سے ہوئی اور شفقت علی خلق اللہ صمد نے سکھائی کیونکہ جب ہم اللہ کے محتاج ہیں۔ تو ہم پر جو اس کی صمدیت کا جلوہ ہے اس لحاظ سے ہمارا بھی کوئی محتاج ہے۔ پس ضرور ہے کہ ہم بھی کسی سے ہمدردی کریں۔ میں نے غور کی کہ میں جو چوہڑی کا بھی محتاج ہوں اوس کے مقابلہ میں ایک پہلو سے مجھ میں صمدیت ہے اور ایک پہلو سے میں اس کا محتاج ہوں۔ وہ مجھ سے روپیہ لینے کی محتاج ہے۔ تو میں اوس سے صفائی کا۔ اسی طرح دھوبی۔ غرض مخلوق میں ایک محتاج ہے۔ دوسرا محتاج الیہ۔ اور جو محتاج ہے۔ وہ محتاج الیہ بھی ہے۔ قرآن کریم میں ہے۔ ربنا استمتع بعضنا ببعض۔ اسی صمدیت کے مطالعہ سے مجھے طب کا شوق پیدا ہوا اور اجتماع کا بھی کیونکہ احتیاج کا پورا ہونا اجتماع پر موقوف ہے۔ ابتدا ہی سے اجتماع کا فیضان جاری ہے۔ پہلے ماں کی گود میں پھر استادوں سے۔ ابھی ایک سے قاعدہ پڑھتے ہیں دوسرے سے کتاب۔ تیسرے سے اس سے اعلیٰ درجہ کی کتاب۔ پھر اسی اجتماع کے اصل کی ماتحت شادی ہے۔ نکاح سے میں نے بہت فائدہ اوٹھایا۔ لتسکنوا الیہا وجعل بینکم مودۃ و رحمۃ ان فی ذلک لآیٰت لقوم یتفکرون پھر اولاد ہوئی۔ اور یہ ایک اجتماع کا فائدہ تھا۔ کہ اس سے زیادہ اجتماع حاصل ہوا۔

میں ایک دفعہ نماز میں امام تھا الحمد للہ پڑھنے لگا۔ تو بعض دکھوں نے شرح صدر کے ساتھ یہ کلمہ پڑھنے سے انکار کر دیا۔ (یہ بھی مولانا کی قلبی کیفیت ہے ورنہ کتنے لوگ جو الحمد للہ پڑھتے وقت یہ سوچتے ہی نہیں) میں قربان جاؤں لا الٰہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ کے کہ معاً یہ خیال بجلی کی طرح میرے دل میں آیا۔ کہ دیکھو مصیبتوں میں ہم انا للہ پڑھتے ہیں۔ جب سب کچھ خدا کے لئے ہے۔ تو الحمد کا مستحق بھی وہی ہے۔ اس طرف سے ایک پھوٹی ہوئی کوڑی جاتی ہے تو ادھر سے ایک خزانہ آتا ہے۔ ؎

ہر بلا کیں قوم را حق دادہ است
زیر او گنج کرم بنہادہ است

اس سے اخلاقی فائدہ یہ ہوا۔ کہ جب تم سب محتاج ہو یہاں تک کہ حجام نہ ہو تو بڑی مشکل ہو۔ پس احتیاج کی مشکلات کے اندر صمد نے یہ فائدہ پہونچایا کہ لا یسخر قوم من قوم۔ کیونکہ سب ایک دوسرے کے محتاج ہیں۔ گویا سارا رکوع ایک لفظ صمد پر تدبر کرنے سے حل کر دیا۔ دنیا میں کوئی چیز نہیں جو لغو اور بیکار پیدا ہوئی ہے۔ حتے کہ ساون میں ایک کیڑا پاخانہ میں پیدا ہوتا ہے۔ اسے عربی میں جعل کہتے ہیں اس کیڑے کی خصوصیت ہے۔ کہ جب گلاب کا پھول اس کے پاس رکھا جائے تو وہ مر جاتا ہے۔ اس سے مجھے خیال پیدا ہوا کہ دنیا میں مختلف اشیا ہیں۔ کسی کو کچھ پسند ہے کسی کو کچھ۔ پس انسان کو چاہیئے۔ کہ صرف خوبی کا متوالا رہے۔ اور عیوب کا خیال تک نہ کرے۔ اور کسب (طب) نے مجھے بڑی مدد دی۔ کہ میں نے کوئی چیز ایسی نہ دیکھی۔ جو کسی نہ کسی طرح پر انسان کے لئے مفید نہ ہو۔ ایسے ایسے فائدے دیکھے ہیں۔ کہ عقل حیران رہ جاتی ہے۔ جنگلی گوبر جو ہوا کی خشک راکھ بعض مرضوں میں ایسی مفید ہوتی ہے۔ کہ ہزار روپے کی دوائیں بھی اس کے مقابل میں ہیچ ہیں۔ پھر اجتماع کے حصول کے لئے ایک اور صورت خدا نے پیدا کی۔ میں حضرت صاحب کے زمانے میں التحیات پڑھ رہا تھا پڑھتے ہوئے مجھے مثنوی کی ایک حکایت یاد آئی۔ کہ ایک تاجر تھا اور اس کا ایک طوطا تھا۔ جب وہ ہندوستان میں آنے لگا تو اس کے دوستوں نے اسے مختلف فرمائشیں کیں اس نے اپنے طوطے سے پوچھا تم بھی کچھ کہو۔ اوس نے کہا اور تو کچھ نہیں۔ میرے بھائیوں کو سلام دیدینا۔ اتفاق ایسا ہوا کہ جب طوطوں کی ڈار سے اس نے پیغام کہا تو اون میں سے ایک طوطا گر پڑا۔ یہی قصہ اس تاجر نے اپنے طوطے سے جا کہا وہ سنتے ہی مردہ بن کر نیچے گر پڑا۔ مالک نے افسوس کیا کہ میں نے اسے کیوں ایسی بری خبر سنائی۔ اور اسے باہر پھینک دیا وہ طوطا پھر سے اڑ کر درخت پر جا بیٹھا اور اس نے کہا۔ کہ مجھے گویا اس طوطے ہند نے یہ پیغام دیا تھا۔ کہ جب تک موت اختیار نہ کرو۔ نجات نہیں مل سکتی اس پر میں نے سب انبیاء علیہم السلام کو سلام پہونچایا کہ اے طوطیان چمن رسالت میرا تم پر سلام مجھے بھی کوئی نجات کی راہ بتا دو۔ اس کے بعد میں نے وہ کارڈ شائع کئے۔ جن میں حسن ظن اور دیگر امور حسنہ کے متعلق ایک مجلس الاحباب انعقاد کی خبر اور اس میں شمولیت کی ترغیب تھی یہ کارڈ معمول میں نے سب سے پہلے محمود کو دیا۔ کہ ذرا ابا کو دکھا دو۔ انہوں نے کہا اس سے بہتر اور کیا کام ہو سکتا ہے چودہ سو کارڈ چھاپے گئے تھے اور میرا خیال تھا اتنے احباب

میرے ہو گئے تو میں حضرت صاحب سے دعا کراؤنگا کہ ہم پر وہ فیضان ہو جو اجتماع پر موقوف ہے۔ گر میرے سوال کو میرے دل کی تڑپ کا حال معلوم ہوتا میں جو کچھ سوچا چاہتا تھا مگر خدا نے مجھے کئی چودہ سو مخلص احباب دیئے ۔ اور میری وہ حالت ہو گئی جو تم دیکھتے ہو۔

اب ایک سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ تم ملہم نہیں۔ تمہاری کیا ضرورت ہے کیا حضرت صاحب ہمارے لئے کم ہدایت چھوڑ گئے ہیں ان کی اسی سے قریب کتابیں موجود ہیں وہ ہمارے لئے کافی ہیں یہ سوال بدبخت لوگوں کا ہے۔ جو خدا تعالیٰ کی سنت کا علم نہیں رکھتے اس قسم کے سوال سے تمام انبیاء کا سلسلہ باطل ہو جاتا ہے۔ چنانچہ کہہ سکتے ہیں کہ علم آدم الاسماء کلھا جب خدا نے سب کچھ آدم کو سنا دیا تو اب نوح اور ابراہیم کیا لائے جو آنا ضروری ہے۔ لکھا تو آبا کے حق میں آچکا ہے۔ پھر آدم کے لئے سب ملائکہ نے سجدہ کیا۔ پس اب ان دوسرے انبیاء کی کیا ضرورت ہے۔

پھر دوم تعدد واقعہ موجود ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جامع جمیع کمالات جن کی نسبت میرا اعتقاد ہے خاتم الرسل خاتم الحکام خاتم النبیین خاتم الانبیاء خاتم الانسان ہیں اب ان کے بعد اگر کوئی ابوبکر کو نہیں مانتا۔ تو فرمایا۔ فمن کفر بعد ذلک فاولٰئک ہم الفاسقون۔ یعنے جو انکار کرے گا۔ وہ حد اطاعت سے نکلنے والا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ نئے نئے دشمن پیدا ہوتے رہتے ہیں تو نئے نئے ان کے سمجھانے والے بھی مبعوث ہوتے رہتے ہیں۔ چنانچہ ایک آیت ہے مایاتیہم من ذکر من ربہم محدث الا استمعوہ وہم یلعبون لا

رستے میں میں نے ایک کھیل دیکھی۔ رسّے کو ایک فریق ایک طرف سے کھینچتا ہے اور ایک دوسری طرف۔ اب جس طرف سے کمزوری ہوگی وہی ہاریگا اسی طرح قرآن مجید میں خدا نے فرمایا۔ واعتصموا بحبل اللہ جمیعا۔ گویا مسلمانوں کو کہتا ہے کہ دشمن رسے کو ایک طرف کھینچ رہا ہے اب اگر تم اس زعم میں سست ہو کر بیٹھے رہو کہ ہم اپنے آباؤ آدم کے وقت فتح پا چکے ہیں تو ضرور شکست کھاؤ گے کیا تم یہ سمجھے بیٹھے ہو کہ ہمارے اعداء دنیا سے اٹھ گئے جب یہ بات نہیں۔ تو پھر اعداء کی مدافعت کے لئے انتظام ضروری ہے مسیح نے اتمام حجت کیا۔ مگر کیا کبھی عیسائی دنیا میں باقی نہیں رہا اور کیا مخالفت علی رسب کے سب مرفوع ہو گئے ہرگز نہیں بلکہ وہ ایک طرح سے تو وہ سواد وہم کا جانشین بنا ہے پس تم کس طرح باغی ہو کر کہہ سکتے ہو کہ ہمیں ضرورت نہیں بلکہ

میرے نزدیک جس رستے کو ایک طرف کھینچنے کی ضرورت تھی اب اوس کو زیادہ زور کے ساتھ کھینچنے کی ضرورت ہے کیونکہ وہ زور والا جو ہمارے ساتھ تھا جا چکا ہے غرض یہ سوال پہلے آدم پر پڑتا ہے۔ پھر جناب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر۔ پھر ابوبکر رض پر۔ پھر علی رض پر پھر مہدی پر کہ جب پہلے علوم جناب رسالتمآب سنا گئے تو مہدی کی کیا ضرورت ہے۔ حقیقی بات یہی ہے کہ ضرورت ہے اجتماع کی۔ اور شیرازہ اجتماع قائم رہ سکتا ہے ایک امام کے ذریعہ۔ اور پھر یہ اجتماع کسی ایک خاص وقت میں کافی نہیں مثلاً صبح کو امام کے پیچھے اکٹھے ہوئے تو کیا کہہ سکتے ہیں کہ اب ظہر کو کیا ضرورت ہے۔ عصر کو کیا۔ پھر شام کو کیا پھر عشاء کو کیا۔ پھر ہر جمعہ کو اکٹھے ہونے کی کیا ضرورت ہے۔ پھر عیدوں کے دن کیا ضرورت ہے پھر حج میں کیا ضرورت ہے اسی طرح ایک وقت کی روٹی کھالی تو پھر دوسرے وقت کیا ضرورت ہے۔ جب ان باتوں میں تکرار ضروری ہے تو اس اجتماع میں بھی تکرار ضروری ہے یہ میں اس لئے بیان کرتا ہوں تا تم سمجھو کہ ہمارے امام چلے گئے تو پھر بھی ہم میں اسی وحدت، اتفاق اجتماع اور پر جوش روح کی ضرورت ہے۔

اب میں پوچھتا ہوں کہ یہ اجتماع کیوں ہوا ہے؟ ہر ایک آدمی نے خود ہی سوچ لیا ہوگا کہ وہاں کیوں جاتا ہے سردی کا موسم ہے گھروں میں چارپائیاں ہیں تھوڑی سی سردی ہونے لگے پھر کہانسی ہو جاتی ہے۔ وہاں گھر میں پلنگوں پر سوتے تھے تو یہاں کیسر موجود ہے۔ باوجود ان مشکلات کے اپنے اپنے آنے کے اغراض کو تم ہی خوب سمجھتے ہو گے۔ کیا تم اس لئے جمع ہوئے کہ میری نمبرداری کو دیکھو۔ اس میں تو شک نہیں۔ کہ اجتماع کی ضرورت کو تم تسلیم کرتے ہو اب اجتماع کے اغراض جو ہیں وہ ہر ایک شخص اپنی اپنی نسبت خوب سمجھتا ہے باہر سے آنیوالے اپنی نسبت خوب جانتے ہیں قادیان کے رہنے والے اپنی نسبت۔ میں اپنی نسبت سناتا ہوں کہ میں ایسا کسب جانتا ہوں جس میں بخوبی میں اپنا گذارہ کر سکتا ہوں۔ پھر بھی میں سب کچھ چھوڑ کر یہاں آگیا۔ صرف قرآن شریف سمجھنے کے لئے۔ لا الٰہ الا اللہ کی تڑپ مجھے یہاں لائی۔ قرآن میری غذا ہے یہ غذا اگر میں آٹھ پہر میں استعمال نہ کروں تو میں مر جاؤں صرف یہی غرض تھی ورنہ جہاں اتنے برس خدا نے مجھے بہتر سے بہتر سامان دیا۔ اور جس نے ستر سال تک مجھے سب کچھ دیا کیا چند سال اور نہ دے سکتا تھا۔ یہاں تک جو میں نے تمہیں سنایا اس میں نصیحت یہ ہے۔ کہ لا الہ الا اللہ پر پکے رہو۔ دعا

کیا کرو۔ عقد ہمت اور استقلال سے کام لو۔ قرآن کریم سے محبت رکھو۔ اللہ کو راضی کرنے کی کوشش میں لگے رہو۔ اگر اللہ راضی ہو تو سب کام ہو جائیں۔ صوفیاء کرام میں ایک بزرگ گذرے ہیں وہ لکھتے ہیں کہ سالک پر کئی حالات آتے ہیں۔ ایک وقت آتا ہے جو فرماتا ہے کہ کچھ نہ مانگو ایک وقت سوال کا حکم دیتا ہے اور سر فرشتہ اس شخص (جس سے مانگتا ہے) کے دل میں ڈالتا ہے کہ اسے نہ دے۔ اس میں یہ سمجھایا جاتا ہے کہ امید کے قابل اللہ ہی کی ذات ہے۔ ایک وقت قرضہ لینے کا حکم ہوتا ہے۔ ایک وقت قرضہ سے امتناعی حکم جاری ہوتا ہے۔ میری آمدنی میرا قرضہ ایک مخفی راز ہے نہ مجھے کسی سے سوال کی حاجت پڑی نہ پڑنے کی امید ہے۔ میرے پاس وہ خزانہ ہے جسے نہ کسی چور کا ڈر ہے نہ کسی دھوکہ باز کا۔ میں یہ بات ظاہر نہ کرتا کیونکہ صوفیاء نے منع کیا ہے مگر قرآن کا حکم مقدم ہے۔ کہ اما بنعمۃ ربک فحدث۔ یہاں چندے آتے ہیں۔ میں ان سے ایک کوڑی کا بھی اپنے لئے روادار نہیں بلکہ ان چندوں میں حصہ دیتا ہوں۔ ابھی ایک کام کے لئے ہزار کا وعدہ کر کے آیا ہوں اور یہ میں اسی راز سے دینے والا ہوں۔ میں پہلے اپنے کام چلاتا ہوں۔ آگے باہر بیٹھتا تھا۔ تو لوگ سمجھتے کہ طب کرتا ہے اب تو میں باہر بھی نہیں آتا۔ بلکہ دن بھر تمہاری خاطر کام کرتا ہوں۔ مگر ما اسئلکم علیہ اجرا۔ اس پر میں کچھ اجر نہیں مانگتا۔ ہاں جس طرح خدا تعالیٰ نے باوجود غنی ہونے کے اور لا یسئلکم اموالکم فرمانے کے۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ما اسئلکم علیہ اجراً کا اعلان دینے کے پھر بھی چندوں کی تحریک فرماتے رہتے تھے۔ اسی طرح میں بھی کہتا ہوں یہ دینے کی نسبت کچھ کہنا دراصل کچھ دلانا ہے۔ اسی لئے فرمایا۔ من ذا الذی یقرض اللہ قرضا حسنا۔ تم مال اپنے اموال سے قطع کر کے دو ہم بڑھا دیں گے۔ ابوبکر رض نے کیا دیا۔ ایک کنال زمین سے بھی کم ہوگا۔ حضرت علی نے کیا دیا۔ اور اوس کے بدلے میں کیا کچھ لیا۔ سادات کتنے ہی فسق و فجور میں مبتلا ہوں۔ مگر لوگ ان کی عزت کرنے والے موجود ہیں۔ غرض یہ چندے انبیاء کے ساتھ ہی رہے ہیں اولیاء کے ساتھ بھی۔ پھر ہمارے ساتھ کیوں نہ رہیں۔ پھر چندہ دینے والوں کو بھی بعض وقت بہت سی مشکلات پیش آتی ہیں۔ میرے ایک لنگوٹیے یار ہیں۔ فضل دین حکیم۔ انہوں نے ساری جائداد لکھ دی۔ لیکن پھر بھی ان کے بھائی بند کہتے ہیں کہ مال بٹورنے کا ذریعہ ہے حالانکہ ایک معمولی عقل والا بھی جانتا ہے کہ اس کی نہ اولاد ہے نہ جوانی کی عمر نہ کوئی حقیقی بھائی نہ چچا۔ پس وہ مال جمع کر کے کریگا کیا؟

تم اپنے چندوں کی نسبت بالکل اطمینان رکھو ان کی

نسبت کسی قسم کی بدظنی نیک نتیجہ نہیں دے سکتی۔ میں نہ چندہ کی خاطر ممبر والبنا۔ نہ اس غرض سے کھڑا ہوا اور نہ اس غرض سے بیعت لی۔ اور میں جو چندوں کی نسبت کہتا ہوں۔ تو یہ بھی اسی رنگ میں ہے۔ جیسے خدا باوجود غنی ہونے کے زکوۃ وغیرہ کا حکم فرماتا ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بھی چندوں کے لئے صرف فقراء کے فضل سے حصہ دلانے کے لئے فرماتے تھے۔ میں انجمن حمایت الاسلام کو اچھا سمجھتا ہوں پر اس میں بھی مالی جھگڑے شروع ہو گئے۔ علی گڈھ میں بھی ایک ہندو مال کھا گیا۔ لیکن تم ایسا خیال تک نہ لاؤ۔ اگر ہم بدذاتی سے تمہارا مال لیں۔ تو تم شکایت نہ کرو۔ تم کہو۔ مومن سے تھے دیکھو اس سے آگے تین قومیں گذری ہیں۔ عیسائی لوگ اپنے مذہب کی خوبی کو نہیں بتا سکتے۔ ہاں دوسروں کے معائب بیان کرنے میں دلیر ہیں۔ پھر ان کے شاگرد شیعہ ہیں۔ جو بھی کوئی بات عیب کی ہو اس سے صحابہ کو متہم کر دیتے ہیں۔ پھر تیسری قوم آریہ ہے۔ ان کا بھی یہی پیشہ ہے کہ دوسرے مذاہب والوں پر حملہ کرتے ہیں۔ اور اپنے گھر کی طرف نہیں دیکھتے۔ خدا کی نسبت یہ عقیدہ کہ روح و مادہ ازلی ہے اور حقوق العباد میں یہ حال کہ نیوگ کو ایک مقدس کام سمجھتے ہیں۔ میں امید کرتا ہوں تم عیب چینی (خواہ اپنی جماعت کے افراد کی نسبت ہو خواہ بیرونی لوگوں کی) سے بچتے رہو گے۔ ہم اگر تم سے کسی قسم کا ہو کر کریں۔ تو اس کا وبال ہماری ہی جان پر کر جو لوگ اللہ تعالیٰ کے ہو رہتے ہیں۔ خدا خود ان کے لئے سامان بہم پہنچاتا ہے بعض لوگ اعتراض کرتے تھے کہ.. حضرت صاحب فاخرہ لباس کیوں پہنتے ہیں۔ یہ پچھلے بزرگان قوم کے سوانح سے ناواقف ہیں۔ سید عبد القادر گیلانی نے ایک دفعہ صافہ باندھا۔ جس کی قیمت ۵۰۰ پونڈ تھی۔ کسی نے اعتراض کیا فرمایا ہم نہیں پہنتے۔ جب تک خدا نہ کہے۔ کہ تم پہنو۔ کوئی کہہ سکتا ہے کہ میں نے باتیں بہت کیں۔ یہ بھی لینے کا طریق ہے۔ لیکن ایسا ہرگز نہیں۔ بلکہ میں نے جو کچھ کہا ہے۔ درد دل سے کہا ہے اب اپنے خیال کے موافق جو کچھ کوئی سمجھ لے۔

کلاً نمد ھؤلاء و ھؤلاء و ما کان عطاء ربک محظوراً

چندے ضرور دینے پڑیں گے۔ اگر دل سے دو گے۔ تو بہتر بدلہ پاؤ گے اور اگر دل سے نہ دو گے۔ تو اجر بھی نہ ملے گا۔

کرزن گزٹ ایک اخبار ہے جو دہلی سے نکلتا ہے اس نے جہاں حضرت صاحب کی وفات کا ذکر کیا وہاں ساتھ ہی یہ بھی لکھا۔ کہ اب مرزائیوں میں کیا رہ گیا ہے ان کا سر کٹ چکا ہے ایک شخص جو ان کا امام بنا ہے اس سے اور تو کچھ ہوگا نہیں۔ ہاں یہ ہے۔ کہ وہ تمہیں کسی مسجد میں قرآن سنایا کرے سو خدا کرے یہی ہو۔ کہ میں تمہیں قرآن ہی سنایا کروں۔ اچھا میں تمہیں قرآن شریف کی چند آیتیں سناتا ہوں۔

ان اللہ اشتریٰ من المومنین انفسہم واموالہم بان لہم الجنۃ۔ یقاتلون فی سبیل اللہ فیقتلون ویقتلون۔ وعداً علیہ حقاً فی التوراۃ والانجیل والقرآن۔ ومن اوفیٰ بعہدہ من اللہ۔ فاستبشروا ببیعکم الذی بایعتم بہ۔ وذٰلک ھو الفوز العظیم۔ التائبون العابدون الحامدون السائحون الراکعون الساجدون الآمرون بالمعروف والناھون عن المنکر والحافظون لحدود اللہ وبشر المومنین۔

پہلے میں دردمند دل سے تمہارے لئے دعا کرتا ہوں کہ تم روح القدس سے مؤید ہو امراض جسمانیہ و روحانیہ سے بچ جاؤ۔ تم دنیا میں مظفر و منصور رہو۔ یہ درد سے ہے جو اس نے پیدا کیا۔ جس نے مجھے یہ مقام دیا۔ اپنے لئے رب اشرح لی صدری دعا کرتا ہوں اور یہ بھی کہ میرے بھی وزراء ہوں۔ جو میرے بازو کو قوی کریں۔ مگر ایسے کہ اللہ کو راضی کرنا ان کا منشا ہو۔ تم میں واعظ ہوں اور میں اس کے لئے تڑپتا ہوں۔ مگر وہ کہ جن میں اخلاص کامل ہو۔ حقیقی راہ کو جانتے ہوں وہ اپنے کام میں کاہل الوجود نہ ہوں۔

اللہ۔ سارے کامل صفات کے موصوف اور بدیوں سے منزہ ذات .. ..

.. لا الٰہ الا اللہ کا یہی منشاء ہے۔

اب ترجمہ سنو۔ اللہ نے لیا مومنوں سے انکی جانوں اور مالوں کو بھی اس سے معلوم ہوا کہ اب مومن نہ اپنی جانوں کے مالک ہے نہ اپنے مالوں کے۔ پھر وہ لینے سے ضائع نہیں ہوا بلکہ ہمارے حضور موجود ہے۔ ما عندکم ینفد وما عند اللہ باق۔ لڑو مرو اللہ کی راہ میں۔ کیونکہ اللہ کی راہ میں مجاہدہ کرنے والوں کے لئے جنت ہے یہ وعدہ ہے۔ جو توریت میں بھی ہے۔ انجیل میں بھی قرآن میں بھی۔

مومنین کا لفظ بھی آیا ہے قرآن کریم و احادیث سے سے زیادہ شعبے ایمان کے ثابت ہیں۔ چنانچہ فرمایا۔

انما المومنون الذین آمنوا باللہ ورسولہ ثم لم یرتابوا وجاھدوا باموالہم وانفسہم فی سبیل اللہ (پارہ ۲۶)

پانچ باتیں تو اس میں ہیں۔ ۱ ایمان باللہ ۲ ایمان بالرسول ۳ عدم ارتیاب ۴ جہاد مال ۵ جہاد جان۔

پھر فرمایا۔ فلا وربک لا یومنون حتی یحکموک فیما شجر بینہم ثم لا یجدوا فی انفسہم حرجاً مما قضیت ویسلموا تسلیماً (النساء ۵/۶۶) یعنے مومن ہوتا ہی نہیں جب تک محمد رسول اللہ کو ہر امر دین میں حکم نہ بنالے۔ رسول کا فیصلہ ماننا اور فیصلہ کے ساتھ جوش ہونا یہ سات ہوئے۔ اب اور سنو!

انما المومنون الذین آمنوا باللہ ورسولہ واذا کانوا معہ علی امر جامع لم یذھبوا حتی یستاذنوہ جب کسی امر جامع میں نہ ہو تو بلا اجازت نہ اٹھنا۔ پھر انما یومن بآیاتنا الذین اذا ذکروا بہا خروا سجداً وسبحوا بحمد ربہم وھم لا یستکبرون۔ پھر تتجافیٰ جنوبہم عن المضاجع یدعون ربہم خوفاً وطمعاً ومما رزقنٰہم ینفقون۔ جب تذکیر کی جائے۔ تو سجدے میں گر پڑتے اور تسبیح و تحمید میں مشغول رہتے ہیں تکبر نہیں کرتے۔ اللہ سے دعائیں مانگتے رہتے ہیں۔ اللہ کے دئے ہوئے سے خرچ کرتے ہیں۔ پھر ما کان لمومن ولا مومنۃ اذا قضی اللہ ورسولہ امراً ان یکون لہم الخیرۃ من امرھم۔ جب رسول کوئی فیصلہ دیدے۔ تو بشرح صدر قبول کر لیتے ہیں۔

پھر انما کان قول المومنین اذا دعوا الی اللہ ورسولہ لیحکم بینہم ان یقولوا سمعنا واطعنا۔ پھر آمنوا باللہ ورسولہ والکتاب الذی نزل علیٰ رسولہ۔ اس میں دو لفظ ایسے آئے ہیں جو آجکل کی بیماریوں کے لحاظ سے ضروری ہیں۔ کتاب کے علاوہ رسول کریم کی فرمانبرداری کی بھی ضرورت ہے۔ میرے نزدیک جو قوم کہتی ہے۔ ہمیں رسول کی اطاعت کی ضرورت نہیں۔ وہ دجال کی قوم ہے یہ کہتے ہیں کہ اطاعت اللہ کے ساتھ اطاعت الرسول ایک شرک ہے۔ میں ان کے لئے سورۃ نوح کی آیۃ پڑھتا ہوں انی لکم منہ نذیر مبین۔ ان اعبدوا اللہ واتقوہ واطیعون۔ پس اگر یہ شرک ہے۔ کہ اللہ کے سوا نبی کی اطاعت بھی کی جاوے۔ تو اس شرک کا بانی نوح ہے۔ یوں کہو کہ رسول کی اطاعت عین اللہ کی اطاعت ہے۔ بلکہ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول کے ساتھ اولی الامر منکم بھی آیا ہے۔ طوائف الملوکی کے زمانہ میں خود صحابہ کفار حاکموں کا حکم مانتے رہے۔ پھر ملک حبش میں جو ہجرت کر کے گئے وہ

اس گورنمنٹ کے ماتحت تھے۔ پھر مدینہ میں پہلے پہلے جمہوری سلطنت تھی۔ گویا کل حکومتوں کے نمونے اور ان میں جو مومنوں کا طرز عمل ہونا چاہیئے۔ وہ موجود ہیں میں اپنی جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ گورنمنٹ انگلشیہ کے فرمانبردار رہیں اور کبھی ان منصوبوں میں شامل نہ ہوں۔ جیسے کہ اب تک نہیں ہوئے۔ جو گورنمنٹ کے خلاف ہوں۔ پھر فرمایا۔ ان تنازعتم فی شیٔ فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تؤمنون باللہ والیوم الاخر۔

پھر فرمایا۔ والذین اٰمنوا وھاجروا وجاھدوا فی سبیل اللہ والذین اٰووا ونصروا اولٰئک ھم المؤمنون حقا۔ اس سے ثابت ہوا۔ کہ مہاجرین کو جگہ دینا مومنوں کا فرض ہے۔ پھر انما المؤمنون اخوۃ فاصلحوا بین اخویکم۔

پھر وذروا ما بقی من الربٰوا ان کنتم مؤمنین۔

(سورۃ ال عمران) ولا تھنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین۔ سست نہ ہو اور غم نہ کھاؤ۔ کیونکہ خدا کے ہوتے ہوئے مومن غم کرے تو یہ شان مومنانہ کے خلاف ہے۔ جب کہ ایک معمولی حاکم کسی کے ساتھ ہو تو کوئی غم نہیں کرتا۔ پس جس کے ساتھ خدا ہو اس کو کیا غم ہو سکتا ہے۔ بعض لوگ یعقوب علیہ السلام کی مثال پیش کرتے ہیں۔ حالانکہ روتے روتے ان کا اندھا ہو جانا یہ صحیح نہیں۔ قرآن شریف میں وابیضت عیناہ من الحزن جس کے معنے ہیں آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آئے۔ پھر کسی کی جدائی مومن کو کیوں اتنا غم میں ڈالے۔ جب کہ خدا فرماتا ہے۔ وان یتفرقا یغن اللہ کلا من سعتہ۔ یعنی جدا ہوئے۔ تو اللہ اپنے فضل سے انہیں غنی کر دیگا۔

پھر والذین اٰمنوا اشد حبا للہ۔ مومن خدا سے بہت محبت رکھتا ہے۔ پھر الذین اٰمنوا یقاتلون فی سبیل اللہ۔ پھر اوفوا الکیل ولا تبخسوا الناس اشیاءھم ولا تفسدوا فی الارض بعد اصلاحہا ذلکم خیر لکم ان کنتم مؤمنین۔ ماپ تول ٹھیک رکھو۔

یہ چالیس کے قریب عام فہم باتیں ہیں ان کے بعد فاصلحوا ذات بینکم ان کنتم مؤمنین۔ فرمایا اسی لئے ہم نے بیعت میں ایک دوسرے سے محبت بڑھانے کا عہد لیا ہے۔ پھر انما المؤمنون الذین اذا ذکر اللہ وجلت قلوبھم الاٰیہ۔ اس کے اخیر میں یتوکلون فرمایا۔ گویا مومن میں توکل بھی ہونا چاہیئے۔

اب احادیث میں ایمان کے شعبوں کا ذکر کرتا ہوں

(۱) قدر خیر و شر کو ماننا بھی جزو ایمان ہے قرآن مجید میں ہے۔ خلق کل شیٔ فقدرہ تقدیرا۔ انسان کی ساری بلند پروازیاں تمام بلند ہمتیاں تقدیر کے مسئلے پر موقوف ہیں۔ جو تقدیر کو نہیں مانتا وہ کچھ نہیں کر سکتا۔ مسلمانوں کا یہ حال ہے۔ ہر چہ گیرد علتی علت شود اگلے زمانہ میں دو فوجوں کا مقابلہ اس طرح ہوتا تھا کہ دونوں فریق میں سے سب سے بڑے پہلوان نکلتے اور آپس میں کشتی لڑتے جو ہارتا وہ جس فریق کا تھا اس کی شکست سمجھی جاتی۔ اب یہ مسلمان ہیں۔ کہ اب تک کشتی لڑے جاتے ہیں۔ بارود سے بہت سے کام نکل سکتے ہیں۔ اس کے متعلق اگلے زمانہ میں سالانہ مشقیں ہوتی تھیں اب وہ اصل غرض بھول گئے اور شب برات رہ گئی۔ جس میں چند ٹوٹکے اور پٹاخے چلا کر اپنا منہ جھلس لیا جاتا ہے۔ یہ نہیں دیکھتے۔ کہ ہمیں اس قسم کی مشقوں کی اب ضرورت ہی نہیں رہی۔ ہوا کے عجائبات کے تجارب کے لئے پتنگ وغیرہ چڑھائے جاتے تھے اب وہ زمانہ گیا وہ مقصد فوت ہو چکا۔ مگر مسلمان لڑکے ابھی تک دن بھر پتنگ چڑھائے جاتے ہیں۔ اور آئے دن کئی جانیں ضائع ہوتی رہتی ہیں۔ اسی طرح تقدیر کے مسئلہ کا حال ہے۔ ہر بھلائی کی بھی ایک حد مقرر ہے اور بدی کی بھی۔ جو اس اندازہ سے گذریگا وہ نقصان اٹھائیگا۔ اب اس تقدیر کا مطلب تو یہ تھا۔ کہ اگر سست ہوگے تو جو سستوں کے نتیجے ہیں وہ تم کو ملیں گے اور اگر چست ہوگے۔ تو چستوں والے انعام پاؤگے۔ میں نے اپنی ماں سے بھی اس کے یہی معنے پڑھے تھے۔ جو پنجابی میں مجھے اب تک یاد ہیں۔ اسے ہر شئے دا اندازہ چنگے بھیڑے چاہے نیک جیسا کوئی کریگا۔ ویسا ہی بھریگا جو اگ کھائے گا انگار ہگیگا۔

پھر یہ کہ رسول کی محبت والدین سے بڑھ کر ہو۔ (۲) نمازوں کو قائم کرے (۳) روزے رکھے (۴) حج کرے (۵) مومن وہ ہوتا ہے کہ لوگ اس سے امن میں رہیں (۶) چور۔ زانی مومن نہیں ہوتے جب تک چوری و زنا میں مشغول ہوں (۷) رستے کے دکھ کو دور کرنا یعنی کوئی مسلمان ہو اس کے مقصد میں روک ہو اسے دور کر دینا (۸) محبت للہ۔ بغض للہ (۹) زبان اللہ کے ذکر سے تر رہے (۱۰) دے تو اللہ کے لئے نہ دے تو اللہ کے لئے (۱۱) نبی کریم کے پاس ایک قوم آئی تھی جس نے عرض کیا ہمیں کچھ سنا دو۔ آپ نے فرمایا ایمان بیس چیزوں کا نام ہے۔ اللہ پر۔ ملائکہ پر۔ کتب پر رسل پر۔ جزا و سزا پر۔ ملائکہ کے ایمان سے کیا فائدہ ہے۔ یہ ایک سوال ہے۔ جس کا جواب یہ ہے۔ کہ ہر وقت انسان کے اندر دو محرک کام کرتے رہتے ہیں۔ ایک نیکی کی ایک بدی کی تحریک کرتا ہے۔ جو شخص نیکی کی تحریک کو مانتا ہے۔ وہ گویا ملائکہ پر ایمان رکھتا ہے اور جب ایک ملک کی بات مان لی جاتی ہے تو فرشتوں سے اس کا ایک قسم کا تعلق پیدا ہو جاتا ہے پھر قسم قسم کے ملائک اس سے مصافحہ کرتے اور ہر حال میں اس کے موید رہتے ہیں۔ پھر کتب و رسل پر ایمان کی سنو۔ کہ ایک دفعہ مجھے ایک دوست ایک معزز شخص کے پاس لے گیا۔ مجھے اس کی باتوں سے فوراً معلوم ہو گیا کہ علماء کی سخت حقارت کرتا ہے۔ آخر اثناء گفتگو میں اس نے مجھ سے پوچھا۔ کہ رسولوں کے ماننے کی کیا ضرورت ہے۔ میں نے کہا تمہارے نزدیک ایمان کچھ چیز ہے اور اس کی کچھ ضرورت ہے۔ اس نے کہا اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہوں۔ میں نے پوچھا یہ نام تم نے کہاں سے سنے۔ جس کتاب سے تم نے یہ سیکھے۔ کیا اس تمام پر ایمان نہیں۔ افتؤمنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض۔ پھر میں نے کہا کہ اس میں لکھا ہوا دیکھو۔

ان الذین یکفرون باللہ ورسلہ ویریدون ان یفرقوا بین اللہ ورسلہ ویقولون نؤمن ببعض ونکفر ببعض ویریدون ان یتخذوا بین ذلک سبیلا۔ اولٰئک ھم الکافرون حقا واعتدنا للکافرین عذابا مھینا۔

جس سے صاف ثابت ہے کہ جو اللہ کو مانتے اور رسولوں کو نہیں مانتے۔ وہی پکے کافر ہیں۔ اس پر وہ بولا نجات کے لئے اللہ اور یوم آخرۃ پر ایمان کافی ہے۔ میں نے کہا سنو قرآن مجید میں ہے۔ والذین یؤمنون بالاٰخرۃ یؤمنون بہ وھم علٰی صلاتھم یحافظون۔ جو آخرۃ پر ایمان لاتے ہیں۔ وہ قرآن پر بھی ایمان لاتے ہیں۔ اور نماز بھی پڑھتے ہیں۔

پھر فرمایا۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور نماز اور روزہ اور زکوٰۃ اور حج۔ اس کے بعد انہوں نے کہا۔ کہ پانچ چیزیں تو ایسی ہیں۔ جو ہم کیا کرتے ہیں (۱) الصبر علی البلاء (۲) والشکر علی الرخاء (آرام) (۳) والرضاء بالقضاء (جو ہو چکا اس پر راضی) والصدق عند اللقاء (۵) وترک الشماتۃ للاعداء۔ فرمایا یہ پندرہ ہو گئیں۔ پانچ اور سن لو۔ الذین یتقون۔ ہر کام میں

تقوے کی راہ دیکھ لیتے ہین (۲) وفی الآخرۃ یر غبون (۳) فی الدنیا لا یتنافسون (۴) ولا یبنون (۵) ولا یجمعون - بے ہودہ مکان نہین بناتے نہ روپیہ جمع کرتے ہین یہ چیزین جو ستر کے قریب ہین سب مؤمن کے ایمان کی اجزا ہین - اللہ مؤمنون سے یہ چیزین لیتا ہے اور اوس کے بدلہ مین جنت دیتا ہے۔

جنت کیا ہے - آدمی کی آنکھ ہے کان ہین زبان ہے مزہ ہے ٹٹولنا ہے . . . - اللہ تعالی کے لئے جو ان باتون کو ترک کرتا ہے - اسے جنت ملتا ہے - جزاءً وفاقاً اگر ہم بدنظری چھوڑدین تو ان آنکھون کی ٹھنڈک موجود ہو جنت کی نسبت بعض لوگ کہتے ہین - کیا وہ چکلہ ہے - مگر مجھ پر نہین کھلتا - کہ وہ چکلہ کس وجہ سے کہتے ہین . . . . کیا جماع کی وجہ سے - وہ تو دنیا مین بھی ہوتا ہے اور اللہ کے سامنے ہوتا ہے - خلاصہ یہ ہے کہ اللہ کے لئے جو ہم قربان کرین اس کا نعم البدل جنت ہو حامدون - یہ مؤمنون کی صفت ہے - کہ وہ قولاً و فعلاً حمد الٰہی کرین ان سے کوئی ایسی حرکت سرزد نہ ہو - جو حمد الٰہی مین خلل انداز ہو۔

تائبون - توبہ کہتے ہین - ترک قبیح کو - اب قبیح کی قباحت کا علم ضروری ہے - قبیح کے علم کو ذنب کا علم لازم ہے - ذنب کی عجب در عجیب شاخین ہین - ایک عورت نے مجھ سے پوچھا کہ تو عظون مین کہتا رہتا ہے - مصیبت بوجہ بدکسبت آتی ہے - مین نے خدا کا کیا گناہ کیا ہے میز پوچھا تمہارے میان کہان رہتے ہین اوس نے کہا باہر سفر مین - مین نے پوچھا - کبھی اونہون نے خط بھیجا ہے اور تم کو خود تو پڑھ نہین سکتی - پس کیا کرتی ہو - اوس نے جواب دیا - کسی سے پڑھا کر جو کچھ اس مین ہوتا ہے اوس کی تعمیل کر دیتی ہون - مین نے کہا کہ اس کی کیا ضرورت ہے تم پڑا رہنے دیا کرو اوس نے جواب دیا - یہ بہت نامناسب ہے بلکہ گناہ ہے کیونکہ خاوند مجازی خدا ہوتا ہے اس پر مین نے اسے متنبہ کیا کہ حقیقی خدا کی بھی ایک چھٹی آئی ہے جس کا نام ہے قرآن شریف - اور چھٹی رسان کا نام جانتی ہو - جناب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم - کیا اس کا ایک حرف بھی تو جانتی ہے اور کبھی اوس کو کسی سے پڑھا کر سننے کی کوشش کی ہے تب وہ نادم ہوئی - اور مین نے اسے کہا پس تمہین اپنے ذنوب کا پتہ کیا لگے - جب قرآن شریف کا علم نہ ہو گنا ہون سے ایک حجاب پیدا ہوتا ہے اس حجاب کو مٹانے کی کوشش کرو۔

کیونکہ رضا رالٰہی کی بڑی ضرورت ہے - خدا کی طرف رجوع کرو - توبوا الی اللہ جمیعاً ایھا المؤمنون - مؤمنین اولیاء بھی شامل ہین انبیاء بھی - انسان ایک بہت بڑی لڑائی کیلئے پیدا کیا گیا ہے - اخرجکم من بطون امھاتکم لا تعلمون شیئاً - اس لا تعلمون سے یہ مراد نہین - کہ دودھ پینا نہین جانتے تھے بلکہ مطلب یہ ہے کہ تم گناہ و نیکی کی حقیقت نہین سمجھتے تھے - سب سے پہلے بچہ کو کھانے کی فکر ہوتی ہے - پھر اس علم کے بعد غضب پیدا ہوتا ہے - پھر شہوت - پھر اس سے ہزارہا قسم کی خرابیان مجھے ایک عربی شعر یاد آگیا جس کا مطلب یہ ہے - کہ صرف محبوبہ ہند کی شکایت ہی کیا کی جائے سب مین غداری پائی جاتی ہے - خصوصاً نفس کہ جو انسان کا مطلوب ہے عابدون - عبادت کہتے ہین - تعظیم امر الٰہی کو جو بغیر ریا و سمعہ کی جاوے - نماز ہو تو درد دل کے ساتھ - روزہ ہو تو خالصاً لوجہ اللہ - اور جتنی عبادتین ہین - ان مین ایک کے دوران مین دوسری عبادت ہو سکتی ہے مثلاً روزہ کے ساتھ نماز بھی پڑھ سکتے ہین - زکوۃ بھی دے سکتے ہین - مگر نماز ایسی چیز ہے - کہ اس کے اثناء مین دوسری عبادت نہین کیجاتی۔

سائحون - کے دو معنے ہین - ایک عبادت کرنا گھرون مین اعتکاف - دوئم دنیا مین چل کر دیکھو کہ بدی کرنیوالون کا کیا انجام ہوا اور اون کا وارث کون ہوا۔

پھر تم رکوع و سجود کرنے والے بن جاؤ - اور نہ صرف خود نیکیان کرو بلکہ آمر بالمعروف اور ناہی عن المنکر بن جاؤ - بھلائیون کی فہرست تو بہت طویل ہے مگر مین کچھ بیان کرتا ہون۔

اللہ پر ایمان ہو - فرشتون پر ایمان - رسولون پر -

(۲) بدیون سے بچتے رہین - مین ایک ایسا پیشہ رکھتا ہون - جس سے معلوم ہوتا ہے - کہ بدیون مین سے ایک بدی نے دنیا کو کس قدر نقصان پہونچایا ہے - کالجون سکولون وغیرہ مکانون سے جو خطوط میرے نام آتے ہین اون مین سے ۵۰ فیصدی خطوط مین اون مرضون کا ذکر ہوتا ہے - جو شہوت کی فرمانبرداری سے پیدا ہوتی ہین۔

(۳) وقار - انسان اپنے آپ کو بیہودہ باتون سے بچائے منہ سے فحش نہ بولے خصوصاً مجلسون مین بیہودہ حرکات نہ کرے - لوگون کی عیب چینی مین نہ لگا رہے - ٹھٹھا نہ کرے رذیلون سے صحبت نہ کرے - . . . آزاد نہ بن جائے بہت نوجوانون - چھوٹی عمر کے لڑکون اور بے حیاؤن سے بچے یہ وقار کے معنے ہین۔

(۴) حیاء کلام مین بھی ہوتا ہے آنکھ مین بھی مگر حیاء کا یہ مطلب نہین کہ سچی بات کہنے سے رک جاوے (۵) تواضع - ہر ایک کی اہل علم و فضل کی خصوصاً (۶) وفا - تعظیم لامر اللہ شفقت علی خلق اللہ (۷) حرص سے بچنا - سستی چھوڑ دے (۸) قسم قسم کی مصیبتون پر صبر - یہ چیزین معروف کی تعریف مین شامل ہین - شہوت پر - غضب پر - بزدلی پر غلبہ اختیار کرے منکر مین ہر قسم کا فسق و فجور شامل ہے - اس فسق و فجور سے کئی خاندان تباہ ہو گئے - قطع نسل تک نوبت پہونچگئی - تکبر سے بھی آدمی کو بچنا چاہیئے - کیونکہ یہ ایسی بلا ہے - کہ اس کی شامت سے انسان اہل علم کی صحبت سے محروم رہ جاتا ہے - پھر خوض فی مالایعنی سے بھی اپنے تئین بچانا چاہیئے - شہوت کا دکھ بڑا دکھ ہے پھر غضب کا - ان دونون کا قلع قمع کرنے کے لئے مفصلہ ذیل تدبیرین تجربہ شدہ ہین۔

(۱) آتشک و سوزاک والون کی زندگی کا مطالعہ کرے - پھر کوڑھی اور نامردون کے حالات سے عبرت پکڑے۔

(۲) شریف رئیسون کے پاس آمد و رفت رکھے کہ وہ ایسے لوگون کو کبھی عزت کی نگاہ سے نہین دیکھتے (۳) پولیس کا مطالعہ کرے (۴) اچھے لوگون کی صحبت اختیار کرے - مین ایک بزرگ کے پاس جایا کرتا تھا - ایک دن نہین گیا - آپ نے مجھ سے پوچھا کیون نہین آئے - مین نے صاف صاف عرض کر دیا سستی - آپ نے فرمایا - کبھی قصاب کی دکان پر گئے ہو - کبھی کچھ دیکھا ہے - مجھ پر پہلے ان کی اس بات کی سمجھ نہ آئی - آخر آپ نے مجھ کو سمجھایا کہ دیکھو قصائی گوشت کاٹتے کاٹتے دو چھریان کو آپس مین رگڑ لیتا ہے تا وہ تیز ہو جاوین - پس اسی طرح ایک انسان کو دوسرے نیک انسان کی صحبت سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔

(۵) واعظون کے وعظ سے فائدہ اٹھائے (۶) صلحاء کی صحبت مین رہے (۷) کھانے پینے مین بہت ہانک پن اور ترمل اختیار کرے - جو لڑکے خوش لباسی کے مشتاق ہوتے ہین وہ نقصان اٹھاتے ہین۔

ایک کنچنی تھی ہم نے اوس سے پوچھا - یہ پیشہ تم نے کیون اختیار کیا اوس نے جواب دیا - اچھی خوراک ہو اچھی پوشاک ہو کمانے مین آدمی سست ہو تو وہ کنجر نہ بنے تو اور کیا کرے۔

وہ فسق و فجور مین بہت تجربہ کار تھی اوس سے یہ نکتہ بچپن مین ملا جو ایک مصرعہ تھا - اب دوسرا مصرعہ مثنوی کمپونڈ ون کے

حالات سے معلوم ہوا کہ ان میں سے بعض جو داخل ہونیوالوں سے پوچھا تم کیوں داخل ہوئے تو جواب ملا کہ روٹی کمانا جانتے نہیں یہاں روٹی تو ملتی ہے غرض خوراک و پوشاک میں زیادہ توغل کرنے سے فضول خرچی کی عادت پڑ جاتی ہے جیب خالی ہو تو خدا پر ناراض ہوتے ہیں۔ یاد رکھو کہ جو لوگ بہت عمدہ لباس و خوراک کی فکر میں ہر وقت لگے رہتے ہیں وہ کبھی بھی بڑے کام نہیں کر سکتے۔ میں ان چیزوں کو حرام نہیں کہتا۔ خدا تعالیٰ کسی کو اگر دے تو بے شک عمدہ لباس پہنے۔ عمدہ کھانا کھائے۔ میرا مطلب یہ ہے کہ ان میں بہ تکلف زیادہ توغل نہ کرے۔

(۸) رذیل قوم سے بچتا رہے۔ جن کو دو چار جوتے بھی لگ جاویں تو انہیں پرواہ تک نہیں (۹) موت کو یاد کرتا رہے (۱۰) کسی شغل میں رہے میں صبح سے لے کر نیند کے آخر تک نہایت مشغول رہتا ہوں۔ (۱۱) نشہ کی چیزوں سے بچتا رہے بلکہ (۱۲) راگ سے بھی بچے (۱۳) اپنی کمزوری کو دیکھے اور خدا تعالیٰ کی گرفت کا مطالعہ کرے۔ غضب کے دفع کے لئے بھی یہی چیزیں مفید ہیں۔ ان کے علاوہ یہ بھی یاد رکھے کہ اللہ تعالیٰ چھپی ہوئی چیزوں کو ظاہر کر دیتا ہے۔ (۲) اس بات کا مطالعہ کہ غضبی قوموں کا کیا انجام ہوا (۳) مسکرات کو ترک کرے (۴) سپاہیوں سے کم تعلق رکھے (۵) علم طبیعات کو بہت پڑھے (۶) اخلاق کی اور صوفیاء کی کتابیں دیکھے

حافظون لحدود اللہ۔ یہ اپنی ذات میں بڑا بھاری مضمون ہے۔ اللہ اور ملائکہ کے ماننے بھی حدود کی حفاظت کرے۔ رسل کے ماننے میں بھی دع ما ادعتہ النصاریٰ فی نبیہم۔ جس کا نام غلو ہے اس سے بچو۔ لا تغلوا فی دینکم۔ جس نے اس امام کی قبر کو اس لئے پرستش نہیں بننے دیا۔ علم بڑی دولت ہے کسی نے حضرت صاحب کے سامنے میرا خواب بیان کیا کہ نور الدین نے دیکھا کہ وہ چوسر کھیل رہا ہے۔ فرمانے لگے جیسے چوسر کھیلنے والے کو کوئی نہیں جانتا کہ ہار دیگا یا جیتیگا ایسا ہی نور الدین کو۔

سو خدا کا ہمارے ساتھ یہی معاملہ ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ علم بڑی چیز ہے۔ مگر اس میں تعمق اور محیط بننے کی کوشش سخت مضر ہے۔ محیط ہونا تو خدا کی صفت ہے۔ علم میں ضرورت ہے انتخاب کتب۔ انتخاب معلمین کی اور پھر علم میں ضرورت ہے عمل کی۔ یہ لوگ (علماء) مال کے لینے کی آیات تو یاد رکھتے ہیں مگر دینے کی بھول جاتے ہیں عبادت میں بھی توغل برا ہے۔ لوگ رہبانیت اختیار کر لیتے ہیں۔ بعض لوگ دو ہزار رکعت اپنے ذمے لگا لیتے ہیں معاملات میں عادات میں تکلف چھوڑ دو۔ لکھنؤ میں میں پڑھتا رہا ہوں تکلف کو خوب جانتا ہوں۔ وہاں کی معمولی بات و چیت بھی تکلف سے خالی نہیں۔ دہلی اور لکھنؤ میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ میں نے دہلی میں نذیر حسین سے پڑھنے کا کئی بار قصد کیا مگر موقعہ نہ ملا۔ آخر اس کی حکمت مجھ پر اب کھلی کہ وہ مکذب رسول نکلا۔ ورنہ دہلی کے محمد اسمٰعیل۔ شاہ عبد الغنی سے میں نے بہت فائدے اوٹھائے ہیں۔ طہارت و نجاست میں لوگ وسواس کرتے ہیں۔ اخلاق میں عجز و کسل سے کام لیتے ہیں۔ علماء کی ذلت کیوں ہے صرف اسی لئے کہ علم کا اصل منشاء بھلا دیا۔ اخلاق فاضلہ چھوڑ دئے الفاظ کو یاد کرتے ہیں معانی پر عمل نہیں کرتے۔ صلحاء بننے کے بھی محض دعوے رہ گئے ہیں۔ عجیب عجیب کا فیان یا ذکر رکھے ہیں عمل خاک بھی نہیں۔ اصل منشاء تصوف تھا۔ قد افلح من زکّٰہا۔ اس سے مطلق مس نہیں۔

لیکچروں میں عموماً لوگ تین امور کا لحاظ رکھتے ہیں۔ ایک تو مشتاقی کے الفاظ۔ سو میں بھی اسکے ماتحت حضرت کی وفات کا ذکر کرتا۔ میں نے مرثیے بہت پڑھے ہیں اور میں ان طریقوں کو جانتا ہوں جن سے اہل مجلس کو رلایا جا سکتا ہے مگر اس سے کچھ فائدہ نہیں۔ کیونکہ خدا کے کام کسی کے بقاء و عدم بقاء پر موقوف نہیں۔ وہ ایک شخص کو نبوت دیکر بھیجتا ہے پھر جب اوس کے علم میں وہ کام ختم کر چکتا ہے۔ تو اسے واپس بلا لیتا ہے بعض انسان اون کے واپس بلانے سے ابتلاء میں پڑ جاتے ہیں۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات پر حضرت عمر نے بہت جوش دکھایا۔ مگر آخر کار زمانے کے واقعات نے ثابت کر دیا۔ کہ ان کی وفات عین موقعہ پر ہوئی تھی اسی طرح انشاء اللہ مسیح موعود کی وفات وقت پر ثابت ہوگی۔

دوسرے۔ لیکچر کا مقصد کچھ مانگنا ہوتا ہے یہاں وہ بھی نہیں کیونکہ جس مولیٰ نے ہمیں زبان دی۔ کان دئے پاؤں دئے۔ اعلیٰ قوم سے پیدا کیا۔ علم بخشا۔ کلام اللہ سے محبت دی۔ پھر اوس کے متعلق سامان دیا یہاں تک کہ ہزاروں۔ لاکھوں کی کتابیں موجود ہیں تو کیا اب آئندہ زندگی کے لئے سامان بہم نہ پہنچیگا۔ سوم حقیقی غرض ہوتی ہے سو وہ میری بھی ہے۔ ہر چیز دو طرف حرکت کرتی ہے اوپر کو اور نیچے کو۔ اوپر کو جیسے کنکوا۔ نیچے جیسے ڈول۔ ان کو پہلے حرکت دینے کی ضرورت ہے۔ پھر ایک وقت آتا ہے۔ کہ یہ کام خود بخود چلتے جائینگے۔ صحابہ کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اب جو جو دیتے ہیں اون کا ایسا اعلیٰ درجہ ہے کہ ان کے برابر احد پہاڑ جتنا سونا دینے والے نہ ہوں گے۔

میری جو غرضیں ہیں وہ بھی تمہاری بہتری کے لئے ہیں ایک تو یہ کہ تم لوگ تعلیم حاصل کرو۔ تعلیم کہتے ہیں حقائق سے آگاہی حاصل کرنے اور اوس سے متمتع ہونے کو۔

حقیقتیں دو ہیں۔ اللہ کے ساتھ محبت پیدا کرنا شوق حضرت سبحانہٗ کا (۲) علم کا ذوق غرض تعظیم لامر اللہ اور شفقت علیٰ خلق اللہ۔ اسلام کا خلاصہ ہے تم بھی اسی راہ پر قدم مارو تعلیم آجکل بڑی مشکلات کے نیچے ہے فیس بڑھتی جاتی ہے۔ اور معلمین کی بھی قیمت دن بدن بڑھتی جاتی ہے۔ ہمارے زمانہ میں ایک لائق معلم پانچ روپیہ ماہوار پر مل سکتا تھا اب تو سو روپے سے بھی مل جائے تو زہے قسمت۔ ادھر شادی غمی کا معاملہ ہے۔ جس کا باوا پانچ ہزار بیگھہ زمین رکھتا تھا اوس کے پانچ بیٹے ہیں۔ تو ہر بیٹا اس بات پر مجبور ہے۔ کہ شادی غمی میں اپنے باپ جتنا خرچ کرے۔

پھر باطنی تعلیم اس سے بھی گراں ہے دیکھو تم لوگوں نے کتنا روپیہ خرچ کیا۔ محض ایک روحانی سبق کے لئے۔ پھر چندہ سے جو میں اس کے علاوہ۔ ظاہری تعلیم بھی ہمت بلند و استقلال کو چاہتی ہے اور باطنی تعلیم بھی۔ ماں باپ کو غنیمت سمجھو۔ میں اس وقت اپنے ماں باپ کے لئے دعا کر رہا ہوں۔ میرے باپ کو اپنی اولاد کی تعلیم کا بہت شوق تھا۔ مدن چند ایک ہندو عالم تھا وہ کوڑہی ہو گیا۔ لوگوں نے اسے باہر مکان بنا دیا۔ میرے باپ نے اس کے پاس میرے بھائی کو پڑھنے کو بھیجا۔ لوگوں نے کہا خوبصورت بچہ ہے کیوں اس کی زندگی کو ہلاکت میں ڈالتے ہو۔ اس پر میرے باپ نے کہا مدن چند جتنا علم پڑھکر اگر میرا بیٹا کوڑہی ہو گیا تو کچھ پروا نہیں۔ تم بھی اپنے بچوں کے لئے ایسے باپ بنو میرا باپ ایسا بلند ہمت تھا۔ کہ وہ اگر اس زمانہ میں ہوتے تو مجھے امریکہ بھیجدیتے۔ ایک دفعہ مجھے کہا کہ تم تعلیم حاصل کرنے کے لئے جاؤ۔ مگر ماں کو خبر نہ کرو۔ دوم۔ اتنی دور جاؤ۔ کہ اگر ہم مرجاویں۔ تو تمکو خبر نہ ہو۔ میں نے بڑی محنتوں سے قرآن شریف سنانا چاہا۔ مگر باوجود خرچ اموال مجھے اس کثرت سے سننے والے نہ ملے۔ اب تم اس کثیر تعداد سے سننے والے موجود ہو۔ میں نے کوشش سے سنانا چاہا تو بہت کم لوگوں نے سنا۔ مگر میرے مولیٰ نے میری سچائی اور دلی تڑپ کو دیکھ لیا اور سننے والے مہیا کر دئے۔

غرض تعلیم دو۔ تعلیم حاصل کرو۔ تعلیم کیلئے روپیہ دو۔

روپیہ نہیں تو دعا کرو۔

دوسری بات یہ ہے کہ بغچہ سرائے میں عربی کے مدارس ہیں۔ مصر نے علم کا سمندر اگل دیا۔ ادہر ندوۃ العلماء سے کانپور میں بھی الٰہیات کا مدرسہ کھل گیا۔ میں نے اپنے امام سے ایک بات پوچھی۔ کہ حضور کس کام میں مشغول ہیں۔ لوگ مرتد ہوتے جاتے ہیں۔ فرمایا۔ پہلی رات کا چاند تمام لوگوں کو نظر نہیں آتا۔ میں ہزار برس کے چاند کو دیکھ چکا ہوں۔ یہ تختی صاف ہو رہی ہے اب اس پر جو نقش بیٹھے گا وہ اسلام کا ہوگا۔ لوگ کہتے ہیں عربی سے ہم کو کیا۔ میں کہتا ہوں عربی سے قرآن شریف آتا ہے۔ عربی سے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی باتیں سمجھ میں آتی ہیں۔ عربی سے ابوبکر و عمر و تبع تابعین کی قدر کو پہچانا جاتا ہے جو زمانے میں ہوا چل رہی ہے اس سے نہ علماء واقف ہیں نہ سجادہ نشین۔ مگر تمہارا سجادہ نشین ان میں سے نہیں اسلئے میں تمہیں تاکید کرتا ہوں۔ کہ عربی پڑھنے میں کوشش کرو تعلیم سے اصل منشاء وحدت کا ہے پس تم وحدت پیدا کرو۔ رنج و کدورت کا دور کرنا تو خدا کے اختیار میں ہے۔ مگر اپنی طرف سے کوشش ضروری ہے۔ روحانی تعلیم کے لئے لنگر خانہ ہو جس میں تصنیف خط و کتابت مہمان خانہ آنے جانے والے شامل ہیں پھر تعلیم کے لئے ایک مدرسہ ہے پھر ایک میگزین ہے اوس کے لئے کئی مشکلات ہیں ایک شخص کا کام نہیں کہ اوس کے لئے مضمون بھی لکھے۔ انتظام بھی کرے وہ انسان ہے خدا نہیں۔ پھر الحکم و البدر کی ضرورت ہے واعظوں کی ضرورت ہے۔ جو اخلاص رکھتے ہوں۔ میں نے یہاں کے مساکین وغیرہ کے لئے ایک دفعہ گرتا یا تھا۔ کہ اپنے پرانے کپڑے یہاں بھیجدیا کرو۔ اس سے بہت سے مسکینوں کے کام چل سکتے ہیں اگر تم اپنے بچوں کی تعلیم کے لئے کچھ خرچ کرتے ہو تو کچھ یتیموں کے لئے بھی خرچ کرو۔

یہ باتیں جو میں نے تمہارے گوش گذار کی ہیں اب چاہو تو ان کی قدر کرو۔ اور چاہو تو یہ سمجھ لو۔ کہ یونہی اتنا وقت ضائع کیا ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک وقت انصار سے کہا کہ تم جانتے ہو میں کون ہوں۔ اب خواہ یہ جواب دو کہ تو مکہ کا باشندہ ہے۔ تیری قوم نے تجھے نکلنے پر مجبور کیا ہم نے تجھے جگہ دی اور تمہارے رہنے کے سامان کئے اور چاہے یہ جواب دو کہ ہم پر اللہ کا فضل ہے۔ کہ اس کا رسول ہمارے گھر میں آیا اب خدا کی وحی ہمارے شہر میں اترتی ہے۔

لوگ مال اسباب لے جاویں اور ہم اپنے رسول کو ساتھ لے جائیں اسی طرح میں کون ہوں اس کا ایک جواب تو یہ ہے ایک انسان تمہیں میں سے جس کے تم مرید اوسی کا میں مرید جہاں تم نے اپنے وطن کو چھوڑا میں نے بھی اپنے وطن کو چھوڑا۔ مجھے اس امام نے کہا کہ اپنے وطن کا خیال تک بھی نہ کرنا۔ سو میں نے کبھی اپنے وطن کا خیال تک بھی نہیں کیا۔ بیٹے کے لئے ورثہ کا ایک پیسہ بھی نہیں چھوڑا۔ مجھے یقین ہے۔ کہ جس روز سے وہ آپ کو رزق دیتا ہے اسی سے بیٹے کو دیگا۔ ہاں پھر تم کہہ سکتے ہو کہ تو ایک ملا ہے ہم نے تجھے اپنا منبر دار بنایا۔ اور تیری بیعت کی۔ اور چاہو تو یہ سمجھ لو۔ کہ خدا کا فضل ہے۔ کہ ایک ایسا انسان تمہارا امام بنایا۔ جو تڑپ تڑپ کے لئے تمہارے لئے دعائیں کرتا ہے۔ تم نے خود میری بیعت نہیں کی بلکہ میرے مولیٰ نے تمہارے دلوں کو میری طرف جھکا دیا۔ پس تمہیں میری فرمانبرداری ضروری ہے اور میں دل سے تمہاری بھلائی چاہنے والا ہوں۔ اس کے بعد آپ نے چند مقامی حالات کے بارے میں نصائح فرمائیں۔ اور یہ تقریر ختم ہوئی فالحمد للّٰہ رب العالمین۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علےٰ رسولہ الکریم

داستانِ غم

(یہ مسدس جناب قاسم علی صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ دہلی نے جلسہ میں پڑھکر سنائی تہی)

مسیحا سب تیرے خادم ہیں حاضر   مگر تجھ بن تڑپتے ہیں یہ مضطر
ہوئے ہیں ہجر میں مردوں سے بدتر   چلا لو اب انہیں صورت دکھا کر
ز مہجوری بر آمد جان عالم
ترحم یا نبی اللہ ترحم

ترا جو چاہیے علیے قاف تا قاف   ترا ظاہر ترا باطن تہا سب صاف
یہ مانا ہم نہیں شایان الطاف   مگر سنتے رہے ہیں تیری اوصاف
نہ آخر رحمۃ للعالمینی
ز مہجوراں چرا فارغ نشینی

اگر چھپنے کا تہا ہم سے ارادہ   اگر منظور تہا ہم سے یہ پردہ
تو کیوں پہلے کیا تہا اپنا شیدا   دکہا کر وہ جمال روئے زیبا
ز حجرہ پائے در صحن حرم نہ
بفرق خاک رہ بوستاں قدم نہ

چلیں اب ہم برہنہ پا کھلے سر   بکاریں روضۂ اقدس پہ چلکر
کہ وقت ہے دم آیا لبوں پر   کریں یہ عرض سب با دیدۂ تر
ز خاک اے لالۂ سیراب برخیز
چو نرگس خواب چند از خواب برخیز

مسیحا اٹھ کے مردوں کو جلادو   صدا قم باذن اللہ سنا دو
رخ روشن سے اب پردہ اٹھادو   مہ انور رخ تاباں دکہادو
برون آور سر از برد یمانی
کہ روئے تست صبح زندگانی

فغان شعلہ زا کی کوئی حد بھی   اور آہ نارسا کی کوئی حد بھی
شب غم کی گھٹا کی کوئی حد بھی   اور اس کالی بلا کی کوئی حد بھی
شب اندوہ ما را روز گرداں
ز رویت روز ما فیروز گرداں

کہیں کب تک شب غم کا فسانہ   رہیں مشتاق کب تک اک زمانہ
دکہا دیجے وہ شان دلبرانہ   اٹھو حضرت کرو بالوں میں شانہ
بہ تن در پوش عنبر بوئے جامہ
بسر بر بند کافوری عمامہ

کھڑے ہوں جب عمامہ سر باندھکر   عصا ہو موسوی کو ہاتھ میں لے
خرام ناز کی پھر جب کہ ٹھہرے   غلاموں کی زبان سے تب یہ نکلے
ادیم طائفی نعلین پا کن
شراک از رشتۂ جانہائے ما کن

بعزم سیر پھر تشریف لائیں   تو سب خادم دو رویہ صف بنائیں
بشوق دید آنکھوں کو بچھائیں   زبان حال سے یہ پڑھ سنائیں
جہانے دیدہ کردہ فرش راہند
چو فرشش اقبال پابوس تو خواہند

جلوس سیر ہے جب یاد آتا   دل بے تاب ہے قابو سے جاتا
نہیں تجھ بن ہمیں جینا یہ بہاتا   غم فرقت سے یا حضرت ستاتا
بدہ دستے ز پا افتادگاں را
بکن دلداری دلدادگاں را

مسیحا وہ تری نیچی نگاہیں   لب شیریں کی وہ پیاری صدائیں
وہ چال دلربا بانکی ادائیں   جو پھر دیکھیں تو ہم یہ گیت گائیں
فروز آویزہ از سر گیسواں را
فگن سایہ بپا سرو رواں را

صبا ہے پیک مشتاقان ترا نام   ہے مہجوروں کی غمخواری ترا کام
ہمارا بھی تو لے جا ایک پیغام   حضور شاہ والا نیک فرجام
بگو اے نور چشم و شادی دل
ز بند غم خط آزادی دل

ہمیں بدبخت ظالم ہیں ستاتے   نہیں وہ اپنی اصلیت چھپاتے
یہودیت کو ہیں ہر دم دکھاتے   شرارت سے نہیں ہیں باز آتے

بیا بنگر کنیز کزادگان را
ز عقل و دین و درافتادگان را

خبر لو عیسیٰ دوران خبر لو خبر لو اے شہ خوبان خبر لو
خبر لو یوسف کنعان خبر لو خبر لو حضرت سلمان خبر لو

تو ابر رحمتی آں بر کہ گا ہے
کنی بر حال لب خشکان نگاہے

بس اے باد صبا میری زبانی دل مہجور کی میرے کہانی
اسے سن کر بطرز خوش بیانی بگو رفتہ بآن دلدار جانی

دلم بردی و دلداری نکردی
غمم دادی و غمخواری نکردی

کہ قاسم ہے جو تیرا عاشق زار تپ فرقت سے ہے وہ سخت اچار
پڑا اک شہر دلی میں وہ بیمار یہ کہتا ہے بچشم زار و خونبار

دلم بیمار شد دلداری کن
غمم بسیار شد غمخواری کن

سن اے امرتسری ناداں بے پیر خلاف حق ہے تیری ساری تحریر
خدا اکتا ہے جسکی آپ تطہیر مقام او مبین از راہ تحقیر

بدورانش رسولان ناز کردند
جہودان را بتہ ہمراز کردند

سن اے پٹیالوی دجال کانے بنا تا کیا ہے اب جھوٹے بہانے
تجھے ثابت کیا جھوٹا خدا نے نداری از صداقت یک نشانے

بیا از نور دین کن نور حاصل
مشو از قہر حق نادان غافل

ناچیز عاجز خادم قاسم علی احمدی از دلی - ۲۷ دسمبر ۱۹۰۸ء

چاول اور گڑ

مولوی حبیب احمد صاحب احمدی ساکن موضع تاج پور ڈاک خانہ سنسار پور ضلع سہارن پور اپنے علاقہ کے چاول اور گڑ بطور نمونہ کے دو تین بوریاں لائے ہیں - چاول متعدد گھروں میں پکا کر دیکھے گئے ہیں پکنے میں عمدہ لذیذ اور شیریں ہیں - سہارن پور کا علاقہ خاص ان کے سبب مشہور ہے - مگر مشکل یہ ہوتی ہے - کہ وہاں سے کسی معتبر ذریعہ کا ملنا مشکل ہوتا ہے اس واسطے احباب کو اطلاع دیجاتی ہے کہ جو صاحب ضرورت رکھتے ہوں وہ مولوی صاحب موصوف کی معرفت منگوا سکتے ہیں ان کا نرخ آجکل قریباً ۱۲ سیر فی روپیہ ہے اور یہ سہارنپور کے سب سے عمدہ چاول ہیں ایسا ہی گڑ جو مولویصاحب لائے ہیں - وہ تو ایک مٹھائی معلوم ہوتی ہے - برفی کی طرح ڈلیاں بنی ہوئی ہیں اس کا بھاؤ ۱۲ تا ۱۴ پختہ فی روپیہ ہے - جو صاحبان یہ اشیاء مولوی صاحب کی معرفت خریدیں گے - مولویصاحب کوشش کے ساتھ بھجوائیں گے اور اصل لاگت پر صرف ۵ فیصدی کمیشن لگائیں گے ایسا ہی بان اور بانس جو اس علاقہ کی قدرتی پیداوار ہیں وہ بھی مولوی صاحب کی معرفت منگوائے جا سکتے ہیں -

---

عید فنڈ

عید اضحیٰ کے معمولی چندوں کی نسبت اس سال بسبب قرب جلسہ سالانہ تحریک کافی نہیں ہوئی - لیکن صدر انجمن احمدیہ سب انجمنوں اور احباب کا شکریہ ادا کرتی ہے - جنہوں نے اپنے معمولی جوش اور فیاضی سے کام لیکر عید فنڈ اور کھالوں کی قیمت اکٹھی کی ہے - جزاہم اللہ خیرا - یہ سب روپیہ محاسب صدر انجمن قادیان کے نام بھجوا کر ممنون فرماویں اور جہاں جہاں ابھی تک اس چندہ کی فراہمی کا کوئی انتظام نہ کیا گیا ہو - وہاں کی انجمنیں یا احباب مہربانی فرما کر اس چندہ کو احمدی احباب سے وصول فرماویں اور عنداللہ ماجور ہوں -

خلیفہ رشید الدین محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان

زلزلہ عظیمہ

زلزلہ سے دیکھتا ہوں میں زمین زیر و زبر
وقت اب نزدیک ہے آیا کھڑا سیلاب ہے

خدا کی باتیں ہمیشہ سچی ہیں اور اوس کے رسولوں کی صداقت دن بدن دنیا پر روشن ہوتی چلی جاتی ہے کیسے نامراد ہیں وہ وجود جو کلام الٰہی کے منکر ہو کر اس پر تمسخر اڑاتے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے بار بار ان امور کی خبریں قبل از وقت شائع کی تھیں - کہ دنیا پر زلازل اور طوفان اور بیماریاں اور قسما قسم کے عذاب ہونیوالے ہیں مبارک ہیں وہ دل جن پر ان باتوں نے اثر کیا اور انہوں نے انہیں قبول کیا مگر اکثر حصہ دنیا کا ہنوز غفلت میں پڑا ہے خدا کی وہ بات کسی نہ کسی رنگ میں کبھی یہاں اور کبھی وہاں آئے دن پوری ہو رہی ہے گذشتہ بخار نے جو مصائب وارد کئے ہیں اور حیدر آباد میں موسیٰ ندی نے جو تباہی وارد کی ہے وہ خود ایک قیامت کا نمونہ تھے اور اب اٹلی کے زلزلہ نے تو محشر ہی برپا کر دی - اٹلی وہ ملک ہے جہاں عیسائیوں کا سب سے اعلیٰ دینی حاکم رہتا ہے جس کو پوپ کہتے ہیں اس کی دینی عظمت دنیا میں ایسی بڑھی ہوئی ہے - کہ بڑے بڑے عیسائی بادشاہ اس کی ملاقات کے واسطے اس کے مکان پر حاضر ہوتے ہیں - ہمارے قیصر معظم ایڈورڈ بھی جا چکے ہیں - غرض اس ملک میں اب دوبارہ زلزلہ آیا ہے - پہلا زلزلہ بھی سخت تباہ کن تھا مگر اب تو حد ہی ہو گئی ہے - پاؤنیر لکھتا ہے - کہ تاریخ دنیا میں ایسی تباہی کی نظیر نہیں ملتی کئی دیہات اور شہر بالکل بے نام و نشان ہو گئے ہیں جیسا کہ حضرت نے فرمایا تھا - ؎

اک نشاں ہے آنیوالا آج سے کچھ دن کے بعد
جس سے گردش کھائیں گے دیہات و شہر اور مرغزار

یہ زلزلہ سوموار کے دن ۲۸ - دسمبر ۱۹۰۸ء کو جنوبی اٹلی اور سسلی میں آیا - اس کے باعث سمندر کی لہریں تیس ۳۰ فٹ تک بلند اٹھیں اور ہزاروں جانوں کو غرق کر گئیں - اس کی تباہی کو طوفان سمندر نے اور آتش زدگی نے اور پھر ساتھ ہی بارش نے بے حد بے حساب کر دیا اور ایسا ہی ہوا - جیسا کہ حضرت اقدس مسیح نے فرمایا تھا - کہ ؎

یک بیک اک زلزلہ سے سخت جنبش کھائیں گے
کیا بشر اور کیا شجر اور کیا حجر اور کیا بحار

صرف دو شہروں کی تباہی کے متعلق تا حال یہ اندازہ ہوا ہے کہ دو لاکھ آدمی مر چکے ہیں اور سمندر کے کنارے پر بیسیوں شہر اور گاؤں ایسے تھے - جن کا پتہ ہی ندارد ہے - ہنوز تفصیلی حالات آ رہے ہیں مفصل اگلے اخبار میں لکھے جاوینگے کاش کہ لوگ اب بھی سمجھیں اور توبہ کریں اور مامور من اللہ کے سایہ کے نیچے آ کر آئندہ تباہیوں سے بچ جاویں ورنہ معلوم نہیں کہ کیا کچھ ہو کر رہے گا اب ہم حضرت کے چند اشعار کو اس جگہ پھر نقل کر دیتے ہیں -

آئے گا قہر خدا سے خلق پر اک انقلاب
اک برہنہ سے نہ یہ ہو گا کہ تا باندھے ازار

اک جھپک میں یہ زمیں ہو جائے گی زیر و زبر
نالیاں خوں کی چلیں گی جیسے آب رود بار

رات جو رکھتے تھے پوشاکیں برنگ یاسمن
صبح کر دیگی انہیں مثل درختان چنار

ہوش اڑ جائیں گے انسان کے پرندوں کے حواس
بھولیں گے نغموں کو اپنے سب کبوتر اور ہزار

اک نمونہ قہر کا ہو گا وہ ربانی نشان
آسماں حملے کرے گا کھینچ کر اپنی کٹار

انتخاب الاخبار

تار خبرونکی شرحون مین تبدیلی اکتوبر ۱۹۰۸ء مین گورنمنٹ انڈیا نے تار خبرون کی شرحون مین تبدیلی کرنے کے لیے تجاویز مشتہر کی تہین۔ جن پر لوکل گورنمنٹ اور عام پبلک کی رائے اخیر نومبر تک طلب کی تہی اب یہ فیصلہ قرار پایا ہے۔ کہ یکم جنوری ۱۹۰۹ء تار کی دو قسمین ہونگی

(۱) اکسپریس پہلے بارہ لفظ یا اس سے کم تعداد کے لئے ایک روپیہ اور ہر زائد لفظ کے لئے ۱ر چارج کیا جاویگا۔

(۲) آرڈینری۔ پہلے بارہ لفظ یا اس سے کم تعداد کے لئے ۶ر چارج کئے جاوین گے۔ اور ہر زائد لفظ کے لئے آدہ آنہ لیا جاویگا۔

پہلے تین قسم کی تارین ہوا کرتی تہین مگر اب صرف مندرجہ بالا دو قسمین ہو گئی ہین۔

لنڈن سے افسوسناک خبر آئی کہ بنگالی مفسدان کی ایک خطرناک سازش کا پیرس مین پتہ لگایا گیا ہے۔ پیرس مین [illegible] سازش کا ایک گروہ قائم کیا گیا ہے۔ اس کی سرغنہ ایک جرمن عورت معلوم کی گئی ہے۔ کہتے ہین کہ یہ جرمن عورت ایک ہندو [illegible] کی اہلیہ ہے۔ مقصد یہ کہ بمب کے گولے تیار کئے جاوین۔ نیز بمب کے گولے تیار کرنے کی غرض سے روس کے بعض [illegible] کی خدمت حاصل کی گئی ہے۔ (نسیم)

ایک اور ٹکر مورخہ ۳۰ دسمبر ۱۹۰۸ء کو ڈسٹرکٹ ٹرافک سپرنٹنڈنٹ نے ایک تار دیا۔ کہ آج صبح قریباً ساڑہے سات بجے سٹیشن جگراؤن پر پسنجر گاڑی جو کہ لودیانہ سے آرہی تہی کی ٹکر ایک مال گاڑی سے ہوئی جو کہ پہلے ہی سٹیشن جگراؤن پر کہڑی تہی۔ ہر دو انجنون کو نقصان پہونچا ہے صرف دو مسافرون کو خفیف سی چوٹین آئین۔

نہایت افسوس کے ساتھ لکھا جاتا ہے۔ کہ حلقہ تعلیم [illegible] کے ماتحت کیا گیا۔

حضور لیڈی منٹو صاحبہ آج یکم جنوری کو کلکتہ کی نمائش [illegible] کے انعام تقسیم فرماوین گی۔

امیر صاحب نے حکم دیا۔ کہ خیبر سے کابل تک موٹر کار کے لائق سڑک درست کی جاوے۔

سرحدی علاقہ [illegible] کا گوڈ ملا مر گیا۔ ملا خیر الدین اس کا جانشین قرار پایا۔ [illegible]

[illegible] نے فوجی اخبار نام ایک ہفتہ وار اردو پرچہ نکالنا شروع کیا۔ مقصد ظاہر ہے۔

شیعہ کانفرنس نے لکہنؤ کے شیعہ بورڈنگ ہوس کیلئے ۱۰ ہزار جمع کیا نواب صاحب رامپور نے ۵ ہزار دیا۔

ہندی انتظام حکومت مین امسال ۸۰ لاکہ کی بچت کی امید تہی بجائے اس کے ڈیڑھ کروڑ کا خسارہ ہے۔

عدن و بمبئی کے درمیان بحری ڈاکخانہ موقوف کر کے اس کا کام خاص بمبئی مین انجام دینا قرار پایا۔

آسٹریا نے اعلان کیا کہ ترکی صوبجات کے الحاق پر یورپین طاقتون کی کانفرنس مین مطلق بحث نہ کی جاوے۔

شہنشاہ آسٹریا ٹرکی سے خود سمجہین گے معاہدہ برلین کی دفعہ ۲۵ موقوف کی جاوے اور اس مین خلل نہ آنے دینا چاہیے

سڈنی کے دنگل مین تماشائیون کی فیس سے تین لاکہ روپیہ آیا۔ پہلوان برنس نے نوے ہزار روپیہ کا انعام پایا ہے

قاہرہ مین خدیو مصر نے ایک نئی یونیورسٹی افتتاح کی جو زمانہ جدیدہ کی ضروریات کے اصول پر کام کرے گی اس جلسہ مین تمام وزرائے دولت سفران غیر امرا او معززین موجود تہے۔ اس یونیورسٹی مین بالفعل پانچ پروفیسر مقرر کئے گئے ہین ان کا کام علوم مفیدہ پر لکچر دینا ہوگا اسلامی مصری اور مشرقی تہذیب و شائستگی پر۔ فرنچ۔ انگلش عربک لٹریچر (علم ادب) پر اور نیز تاریخ و جغرافیہ پر مختلف لکچر ہوا کرین گے۔ طلباء کے لئے فارغ التحصیل ہونے کو دو سال رکہے گئے ہین۔ طلبا گریجوایٹون سے ہون گے دو سال بعد تحریری امتحان لیا جاویگا اور جن مضامین کو تحصیل کیا ہو انہین پر جواب مضمون لکہنا ہوگا۔ اس کی قابلیت کے لحاظ سے پاس یا فیل کا فیصلہ کرین گے۔

مکہ معظمہ مین برف بنانے کا ایک کارخانہ جاری ہونیوالا ہے۔ جس سے گرمی کی فصل مین مسلمانون کو بڑا آرام ہوگا۔

ریورنڈ ڈاکٹر یونگ مسٹر کے ایس رُدرا اور آنریبل میان محمد شاہدین پنجاب یونیورسٹی کے فیلو گزٹ ہوئے ہین

بندے ماترم اخبار کے پرنٹر کے نام پہر سڈیشن کا مقدمہ چلا ہے۔ ۷ جنوری کو پیشی ہے

کلاسک پریس جس مین "سندھیا" اخبار چہپا کرتا تہا۔ اور اس کی ضبطی کا حکم ہوا تہا اس کے مالک نے لفٹنٹ گورنر سے معافی طلب کی ہے اور لکہا ہے کہ آیندہ کوئی مضمون سڈیشن ہمارے مطبع مین نہ چہپے گا۔

کلکتہ مین افواہ ہے کہ بنگالی ایک ایسوسی ایشن معزز و وفادار ہستی کے نام سے کہولنے والے ہین جن کا مقصود گورنمنٹ سے اظہار وفاداری ہوگا۔ مگر فقیرانہ سوال اور انداز کرم کو براہ اصلاح کہنے سے پرہیز کیا کریگی۔

مفصلہ ذیل کتابیں دفتر بدر سے خرید کرو

ظہور المسیح یہ کتاب ۱۴۰ صفحہ کی قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل آف گولیکی نے تصنیف کی ہے اس میں مسیح موسوی کی وفات اور مسیح محمدی کی صداقت کو عالمانہ رنگ میں پیش کیا گیا ہے اور اسے لکھتے وقت مخالفوں کی کتابوں مثل سیف چشتیائی درہ درانی غایت المقصود کو زیر نظر رکھ لیا گیا ہے۔ آئتہ وعد اللہ الذین آمنوا منکم (سورہ نور) کی تفسیر بطور ضمیمہ خصوصیت سے قابل دید ہے عجیب عجیب نکات ہیں مخدوم الملۃ مولانا مولوی عبد الکریم نے اس کتاب کی نسبت لکھا ہے کہ :-

میں پڑہتے پڑہتے دل کے تواجد اور تراقص کو ضبط نہیں کر سکتا۔ قیمت صرف ۸ر کر دی گئی ہے

معیار الصادقین یہ کتاب قاضی اکمل آف گولیکی نے لکھی ہے اس میں سات ایسے اصول بتائے گئے ہیں جن کے زیر نظر رکھنے سے مامور من اللہ کی شناخت میں بہت کچھ مدد ملسکتی ہے یہ رسالہ بہت ہی مفید ہے جلد منگوائیں۔ متعدد کاپیاں رہ گئی ہیں ورنہ دوسرے ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑے گا۔ قیمت صرف ۳ر ہے۔

براہین احمدیہ یہ حضرت جری اللہ فی حلل انبیا علیہ التحیۃ والثنا کی سب سے پہلے کی تصنیف ہے جس نے اسلام کی صداقت کی دہاک کل عالم پر بٹھا دی ہے اور اسی میں وہ الہامات بھی مندرج ہیں جو آجکل پورے ہو کر مومنوں کے ازدیاد ایمان اور مخالفین پر حجت کے قیام کا موجب ہو رہے ہیں۔ قریباً ۶۰۰ صفحے کے ولایتی کاغذ پر نہائت خوشخط و اعلیٰ چھپی ہے۔

قیمت بے جلد صمہ اور مجلد صمہ ۱۲ آنہ
خریداران بدر کو ۸ر رعایت دی جاوے گی۔

در ثمین حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تمام نظموں کا مجموعہ جو کہ پتھر سے پتھر دل کو بھی موم کر دیتی ہیں۔ قیمت بے جلد ۶ر مجلد ۸ر

شری نہہ کلنک اوتار کلنکی اوتار کے ظہور کے بارے میں یہ کتاب شیخ عبد الصمد صاحب ساکن سنور ریاست پٹیالہ نے تصنیف کی ہے۔ بہت عمدہ و پسندیدہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ رسالہ ہے کرشن اوتار کی صداقت بدلائل ثابت کی گئی ہے۔ حجم ۱۷۲ صفحے۔ قیمت ۸ر

کرشن لیلا مصنفہ ماسٹر عبد الرحیم صاحب۔ ہندی نظم نہائت دلچسپ و عجیب و غریب ہے جس میں لیکھرام کی ہلاکت اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کرشن اوتار کی صداقت کا ذکر ہے۔ قیمت صرف ۸ر ہے۔

سر الشہادتین مصنفہ حضرت مولانا مولوی محمد احسن صاحب فاضل امروہی۔ سورہ یٰسین سے پیشگوئی کے رنگ میں صاحبزادہ حضرت مولانا مولوی عبد اللطیف صاحب رضی اللہ عنہ مرحوم کابلی کے شہادت کے واقعات ثابت کئے گئے ہیں نہائت عمدہ کتاب ہے۔ اس کے نکات روپے کو بھی گراں نہیں۔ قیمت ۱ر

غلامی اور عصمت انبیاء ریویو آف ریلیجنز کے متفرق مضامین کو شیخ احمد دین صاحب پنشنر ہیڈ نقشہ نویس پشاور نے بہ اجازت صدر انجمن احمدیہ قادیان بہت عمدہ چھپوا کر اس کار خانہ میں برائے فروخت ارسال کئے ہیں۔ متفرق مضامین کو یکجائی طور پر بہت عمدگی سے جمع کیا گیا ہے۔

قیمت غلامی ۳ر عصمت انبیاء ۷ر

جنگ مقدس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور عبد اللہ آتھم کا مباحثہ۔ اس میں ہمارے امام صاحب نے صرف قرآن مجید سے موجودہ عیسائی مذہب کا بطلان کیا ہے۔ قیمت ۸ر

حیرت کی حیرانی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تائید اور مرزا حیرت دہلوی کی تردید میں نہائت دلچسپ ہے۔ خود حیرت کی عبارتوں سے اس کے کلام کا تناقض ثابت کر کے اسے نادم کیا گیا ہے۔ قیمت حصہ اول و دوم ۹ر

اسلام کی پہلی کتاب احمدی بچوں کے لئے اردو میں مدلل کتاب ہے جس میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کے عقائد کی صداقت کو بدلائل ثابت کیا گیا ہے۔ اور مخالفین کے اعتراضوں کا جواب۔ قیمت ۱ر

فتح الدین یہ کتاب پنجابی نظم میں ہے، وفات مسیح کا بیان قیمت ۱ر

نظم مستورات مستورات کے لہجہ پر۔ قیمت ۸ر

کاسر احمدی (اللہ داد واعظ) قیمت ۸ر

کاسر احمدی مولوی غلام رسول واعظ۔ قیمت ۸ر

لیکچر مہر سنگھ ماسٹر عبد الرحمن صاحب نو مسلم مصنف اختیار الاسلام کا لیکچر قابل دید ہے جس میں باوا نانک صاحب کا مسلمان ہونا ثابت کیا گیا ہے۔ قیمت ۸ر

سیر پرند پرندوں کے متعلق نہائت عمدہ معلومات بہم پہنچاتے ہیں۔ قریباً پانسو صفحے کی کتاب ہے۔ قیمت ۱۲ر کے ۸ر کر دی گئی ہے۔

عیسائی مذہب یہ عیسائیوں کی تردید میں بہت عمدہ رسالہ ہے مسیح کا صلیب سے بچ کر کشمیر جانا ثابت کیا ہے۔ قیمت صرف ۱ر

مور کہ سیدہ پنجابی نظم۔ تصدیق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ جس میں حضرت کی وفات پر مخالفوں کے اعتراضوں کے جواب دئے گئے ہیں۔ بلحاظ نظم کے بھی قابل تعریف ہے اور مضمون حق اور صداقت سے لبریز ہے۔ قیمت ۱ر

معیار حق مصنفہ ماسٹر عبد الرحمن صاحب نو مسلم۔ سچے مذہب کی شناخت کے بارے میں قیمت ۱ر

البرہان الصریح فی تائید المسیح پنجاب کے مشہور و معروف شاعر خلیفہ ہدایت اللہ صاحب کی تصنیف ہے۔ جسمیں حضرت مسیح موعود کے دعاوی کے متعلق پنجابی نظم میں مدلل بحث کی گئی ہے۔ قیمت ۲ر

القول الصحیح فی تصدیق المسیح - یہ بھی خلیفہ ہدایت اللہ کی تصنیف ہے۔ مولوی عبد اللطیف کابلی کی شہادت مطابق پیشگوئی کے ثابت کی ہے۔ عمدہ رسالہ ہے۔ قیمت ۱ر

اجرت اشتہارات

تقسیم صفحہ	سال	چھ ماہ	سہ ماہ	دو ماہ	یکماہ	یکبار
پورا صفحہ	۲۰۰	۱۱۰	۶۰	۴۰	۲۵	۸
½ "	۱۱۰	۶۰	۳۵	۲۵	۱۴	۴
ایک کالم	۷۵	۴۰	۲۵	۱۴	۸	۳
نصف کالم	۴۰	۲۴	۱۴	۸	۵	۲
⅓ کالم	۲۷	۱۴	۹	۵	۳	۱½
¼ کالم	۲۵	۱۳	۸	۴	۱½	۱
فی سطر	۹	۵	۳	۲	۱	۲ر